یا اللہ مدد

نقوشِ جھنگویؒ

تالیف

رب نوازؒ طاہر

مکتبہ خلافتِ راشدہؓ

سلام کتب مارکیٹ دوکان نمبر ۱۳
نزد بنوری ٹاؤن کراچی

یا اللہ مدد

نام کتاب ــــ نقوش جھنگوی

مصنف ــــ رب نواز طاہر

ناشر ــــ مکتبہ خلافت راشدہ

صفحات ــــ ۶۴

قیمت ــــ ۴۵ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ خلافت راشدہ دکان نمبر ۱۳ سلام کتب مارکیٹ نزد بنوری ٹاؤن۔ کراچی

- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ نزد جامعہ فاروقیہ۔ کراچی
- مکتبہ بلال دکان نمبر ۹ سلام کتب مارکیٹ نزد بنوری ٹاؤن۔ کراچی
- ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ۔ فیصل آباد
- اسامہ تقاریر سینٹر نزد دما ہوٹل سریاب روڈ۔ کوئٹہ

...ود الرحمن عثمانی
بن
حاجی مسافر خان
...ناظم آباد کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	انتساب	۵
۲	تقریظ	۶
۳	حرف آغاز	۷
۴	طلوع آفتاب	۱۴
۵	موضع چیلہ کا پس منظر	۱۴
۶	خاندان	۱۵
۷	بچپن	۱۶
۸	تعلیم کا آغاز	۱۶
۹	تدریس کا آغاز	۱۹
۱۰	فاروقیؒ سے پہلی ملاقات	۱۹
۱۱	سیاست میں حصہ	۲۱
۱۲	سپاہ صحابہؓ کا قیام	۲۲
۱۳	سپاہ صحابہؓ لمحہ بہ لمحہ	۲۵

۱۴ سپاہ صحابہؓ کے مقاصد ۲۸
۱۵ سپاہ صحابہؓ کا تعارف بزبان جھنگویؒ ۲۹
۱۶ امیر عزیمت کا خطاب ۳۰
۱۷ سانحہ لیہ ۳۱
۱۸ محبت و عقیدت کا انوکھا اظہار ۳۳
۱۹ تحریکیں ۳۴
۲۰ انتخابات میں حصہ ۳۵
۲۱ حق نواز جھنگویؒ ایم، این، اے کیوں بنا چاہتے تھے ۳۶
۲۲ امیر عزیمت کا اصل مشن ۳۸
۲۳ قتل کا منصوبہ ۴۲
۲۴ میرے قاتل ۴۳
۲۵ جنازے کا حال ۴۴
۲۶ جانشین حق نواز شہیدؒ ۴۷
۲۷ جھنگویؒ اس صدی کے مجدد ۴۹
۲۸ جرأت مند قائد ۵۸
۲۹ مجدد العصر جھنگوی شہیدؒ اور انکے مشن کے بارے میں اکابر
۳۰ علماء امت کی رائے ۶۱
۳۱ جھنگویؒ او جھنگویؒ (نظم) طاہر جھنگوی ۶۶

انتساب

میں اس حقیر کاوش کو سیدہ کائنات فخر اہل بیت مفسرہ، محدثہ، فقیہ، معلمہ افضل النساء العلمین ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا (جن کی عزت، عفت، عظمت، تقدس کی خاطر جھنگوی شہیدؒ نے اپنی زندگی قربان کردی)

اور

اپنی محترمہ، مشفقہ والدہ ماجدہ جن کی شفیق دعاؤں کی بدولت آج میں اس ادنٰی سی خدمت کے قابل ہوا

اور

اپنے برادر مکرم جناب قاری بنیامین صاحب (جن کی شفقت اور محنت و محبت نے مجھے اس مقام پر لا کھڑا کیا) کے نام منسوب کرتا ہوں۔

ربنواز طاہر

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے پاکستان شریعت کونسل کی ایک میٹنگ میں کراچی آنا ہوا اور مادر علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں علماء کرام کو ملنے آیا تو دورہ حدیث شریف کے چند طلباء نے اپنی عقیدت ظاہر کی اور عزیزم مولانا رب نواز طاہر نے ایک کاپی برائے تقریظ پیش کی میں وہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور ناموس صحابہؓ کی خاطر اپنے مال و جان اور اعزہ و احباب کی قربانی دینے والے مجاہد اعظم مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی سب یادیں تازہ ہو گئیں۔

ایسی مثالیں بہت کم ہیں کہ ایک فاضل نوجوان صحابہ کرامؓ کی محبت سے سرشار ہو کر اُٹھے شیر دل ہو کر دشمنان صحابہؓ پر جھپٹے ان کو ہر میدان میں لہو لہان کرے اپنے ملک اور بیرون ملک سپاہ صحابہؓ کی تحریک سے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں رچ بس جائے اور پھر شہید ہو کر جنت میں صحابہ کرامؓ کے پاس جا ٹھہرے۔

عزیز رب نواز نے مولانا کی حیات کو بہت اچھے انداز میں سمیٹا ہے...... عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں...... نوجوانوں کے دل کی دھڑکن گرمائی ہے...... اور اصحاب رسول ﷺ کے اس عاشق کا پیغام ہر سنی مسلمان کو دیا...... کہ وہ خلافت راشدہ کے نظام حکومت کے لئے اپنا سب کچھ نثار کر کے حیات جاودانی پالیں۔

وہ نہیں مرتے کبھی جیتی ہیں جن کی نیکیاں

پاسبان صحابہؓ حافظ مہر محمد میانوالوی

خادم جامعہ قرآن و سنت بن حافظ جی ضلع میانوالی ۴مارچ ۲۰۰۰ء

حرف آغاز

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد

خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وعلیٰ خلفائہ الراشدین واصحابہ اجمعین

یہ داستان ہے ایک ایسے فرد کی جس نے اسلام کے شجر کی آبیاری اپنے خون سے کی ہے اور یہ صرف عصر حاضر کے ایک باکمال فرد کی داستان ہی نہیں، ایک مردم خیز دور ایک مرد آفریں معاشرہ ایک حیات بخش نظام زندگی اور اسلام کو اپنے اصلی شکل و صورت میں باقی رکھنے والے ایک نڈر مجاھد کی داستان حیات ہے۔

میں اسلام کے اس نڈر جانباز کو دل کی گہرائیوں سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں جس نے مجھے اپنے قول و عمل سے بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی قیمتی جان کا سودا کرنا بہت آسان اور سستا ہے اور اس کے مقابلے میں دنیا کی چھوٹی بڑی ہر نعمت بدمزہ اور بے لذت ہے۔

جس نے اپنی بے پناہ قربانیوں سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی شہادتوں اور تحصیل جنت اور اللہ کی رضا کے لئے ان بے مثال سرفروشوں کی یاد تازہ کردی جنہیں ہم تاریخ کے صفحات میں پڑھ کر بھلا چکے تھے۔

جس نے شجاعت و بہادری اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کے معانی کو اپنے مبارک اور پاکیزہ خون سے حیرت انگیز انداز میں رقم کیا اس صفحۂ ہستی پر نہ جانے کیسی کیسی ہستیاں گزریں کئی ایسی کہ نسل انسانی کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالا بعض نے حالات کے رُخ موڑ دئے

کچھ ایسی کہ صنم کدوں میں جا کے صنم توڑ دئے کئی ایسی کہ راہ خدا کے لئے گھر کے راحت و آرام چھوڑ دئے اور بے شمار ایسی بھی جنہوں نے اپنی گردن کٹا کر ظلم واستبداد کے پنجے توڑ دئے تاریخ اسلام ایسی ہستیوں کے تذکرے سے بھری پڑی ہے۔

لیکن ہزاروں مجاھد ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی جان کی قربانی سے تاریخ کو نیا موڑ دیا یہ نہیں تو کم از کم باطل کے ایوانوں کو جھنجوڑ دیا۔

کتنے شہداء ایسے ہیں جنہوں نے اپنے خون سے گلشن اسلام کی آبیاری کی...... گلشن اسلام کے کتنے پھول ایسے ہیں جو خود تو مسلے گئے...... لیکن باطل کے فرعونوں کو بھی مصالحہ بنادیا......جو قوم کی ذہنی آزادی کے راستے متعین کر گئے...... اپنے خون سے گلشن آزادی کی طرف لکیر کشی کی جب بھی اسلام کی شمع کو باطل نے بجھانے کی کوشش کی ان لوگوں نے اپنے خون کی رنگینی سے اس کو تیز تر کر دیا...... نہ یہ کسی سے دبے...... نہ کسی کے آگے جھکے...... اور نہ ہی کسی کے ھاتھ بکے...... یہ گلشن اسلام کے عظیم سرفروش مجاھد...... یہ باوفا وباکردار لوگ زندانوں کی سلاخوں کو سلام کرنا...... زندانوں کے ٹھنڈے فرش پر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونا...... جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں آزادی کی سانس لینا...... جیلوں کی ویرانیوں کو آباد کرنا...... جیلوں کی ظلمت خیز دیواروں کو دیکھ دیکھ کر مسکرانا...... بیڑیوں کو کھلونا بنانا...... جھکڑیوں کو چومنا اپنے لئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

ستمگروں کا ستم...... ظالموں کا ظلم...... جابروں کا جبر واستبداد...... ان کا راستہ نہیں روک سکتا ان کا رعب داب ان کو مرغوب نہیں کر سکتا یہ لوگ بجلی کی سی کڑک...... شیر کی سی گرج...... سمندر کی سی بیکرانی...... موج کی سی روانی...... لے کر بہت ہی سبک رفتاری سے ابھرتے ہیں اور اُبھرتے ہی چلے جاتے ہیں۔

اور ایک طوفان بن جاتے ہیں جو اپنی رو میں سب کو بہا کر لے جاتا ہے۔ ایسی ہستیوں کو دیکھ کر آنے والے انسان اپنی راہ متعین کرتے ہیں۔

ان سرفروشوں کے اخلاص و تقویٰ بے غرضی اور دن رات اپنے مشن کی خاطر دعوت و تبلیغ ایثار و قربانی کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ آج کل کے اس مادی دور میں بھی ایسے انسان ہیں جو صرف دین کی عظمت کے لئے اپنی جان تک دے جاتے ہیں !اور یہ لوگ ہر بڑی سے بڑی مصیبت کو خندہ پیشانی سے جھیل لیتے ہیں !

جرأت وبہادری کے جبل اُحد تختہ دار پر بھی آواز حق بلند کرنے اور باطل کو للکارنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

انہیں صفات سے متصف ایک جانباز...... ہمت و شجاعت کا شہزادہ...... عقل و حریت کا بادشاہ...... ناموس صحابہؓ کا محافظ...... صبر و تحمل کا خوگر...... عفت عائشہؓ کا حقیقی جانثار...... خطابت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر...... انتہائی

غیور...... داعی امن وسلامتی کا پیغامبر...... عزم واستقلال کا پیکر...... سالار قافلہ غیرت وحریت...... صحابہ کرامؓ کی حمیت کا بے کنار طوفان...... خطابت کا شہوار...... امام انقلاب...... وکیل اصحاب رسول ﷺ...... امیر عزیمت...... مجدد العصر...... سینوں کے دلوں کی دھڑکن...... شہنشاہ سنیت...... شیر اسلام...... حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ تھے۔

جھنگوی شہیدؒ کے اس ملک میں کروڑوں پرستار موجود ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں اس مرد قلندر کے چاہنے والے موجود ہیں اور کیوں نہ ہوں جو اصحاب رسول ﷺ کا چاہنے والا تھا، جس نے ہر گاؤں، ہر شہر، گلی گلی قریہ قریہ، گھوم کر اصحاب رسول ﷺ کی عظمت کے لئے دن رات ایک کر دئے تھے۔

جب اصحاب رسول ﷺ کو لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کیا...... اور بغض صحابہؓ کو سنی قوم کے دل سے اُکھاڑ پھینکا...... جس کی کاشت شیعہ نے دور اکبری میں کی تھی...... جس کی لپیٹ میں سنیت کو ختم کیا جارہا تھا شیعہ بہت منظم طریقے سے اور مسلمانوں کے لبادے میں اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا کہ اللہ تعالی نے اس مرد درویش کو ان کی سرکوبی کے لئے کھڑا کیا اور حق نواز...... نے اپنے انتخاب کو سچ کر دکھایا کہ جس کام کے لئے اللہ تعالی نے اس مرد قلندر کو کھڑا کیا یعنی منتخب کیا تھا وہ کام اس نے احسن طریقے سے انجام دیا کہ آج شیعہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں۔

ان کے مکروہ چہرے سے حق نوازؒ نے وہ خوش نما نقاب کھینچ لیا جس کے پیچھے یہ سُنی قوم کو راہ حق سے بھٹکا رہے تھے۔

اس درویش صفت انسان کی زندگی عجیب وغریب ہے...... وہ اسلاف کی صفات کا گویا مرکب تھا...... جس رُخ سے دیکھو تو وہ اسلاف کی پاکیزہ زندگی کا نمونہ تھا...... اُس کے مجددانہ کارنامے دیکھ کر مجدد الف ثانیؒ یاد آتے ہیں...... اسکی سوچ وفکر دیکھ کر شاہ ولی اللہؒ یاد آتے ہیں...... اس کے تدبر وعلم کو دیکھ کر حضرت قاسم نانوتویؒ یاد آتے ہیں۔

اور اگر آپ مجھے تعصب کا طعنہ نہ دیں تو میں کہنا چاہوں گا کہ امام ابو حنیفہؒ کے فقہ کا محافظ حق نوازؒ ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کے عزم واستقلال کا نمونہ حق نوازؒ ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کی جرأت وبہادری کی مثال حق نوازؒ ہے۔

شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانیؒ، کے مجددانہ کارناموں کی مثال حق نوازؒ ہے۔

شاہ ولی اللہؒ...... حضرت گنگوہیؒ...... شاہ اسماعیل شہیدؒ...... سید احمد شہیدؒ...... کی آرزوؤں کی کرن حق نوازؒ ہے۔

امام غزالی کے فلسفہ اسلام کا محافظ حق نوازؒ ہے۔

یہ شخصیت حضرت نانوتویؒ کے تدبر وحوصلہ...... حضرت گنگوہیؒ کے علم وورع...... حضرت شیخ الہندؒ کی استقامت...... حضرت عبید اللہ سندھیؒ کی

انقلابی سوچ ...... حضرت شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنیؒ کی جرأت وشجاعت...... حکیم الامت شاہ اشرف علی تھانویؒ کی تبلیغ ودعوت حضرت شیخ الحدیث زکریاؒ کے علمی کارنامے...... حضرت مولانا الیاسؒ کی پر خلوص دعوت وتبلیغ...... امیر شریعتؒ کی للکار...... حضرت بنوریؒ کی بے لوثی وبے غرضی...... حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ کے جرأت مندانہ اقدام...... حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی سیاست...... حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی ذہانت وذکاوت تھی۔

اس جری وجلیل القدر ہستی نے اصحاب رسول ﷺ کی مقدس جماعت کا تحفظ کا جو کارنامہ انجام دیا وہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے گا حق نواز شہیدؒ کے دل میں صحابہؓ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی

امی عائشہؓ کے دوپٹے کی عظمت کے لئے صدیقؓ کی صداقت کے لئے فاروقؓ کی عدالت عثمانؓ کی حیاوسخا مرتضیٰؓ کی شجاعت وبہادری اور ان نفوس قدسیہ کے خلاف الزامات کے جواب کے لئے عوام کی عدالت میں آئے اور دنیا کے سامنے یہ ثابت کردیا کہ شیعہ دنیا کا غلیظ ترین مذہب ہے اور یہ نفوس قدسیہ بارگاہ رب العالمین کے چنے ہوئے لوگ ہیں۔

حب علیؓ اور بغض معاویہؓ کی جو دیوار شیعوں نے کھڑی کی تھی اور صحابہ کرامؓ کی جماعت کو جس چالاکی سے وہ نااہل ثابت کر رہے تھے وہ سب للکار جھنگوی کے آگے ریت کی دیوار ثابت ہوئی۔

وہ جھنگوی جس نے سنیت کو بیدار کرنیکی خاطر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی اپنے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کردیا اور لاتعداد پرستار اور عقیدت مندوں اور گرویدوں کی آنکھوں کو نمناک کردیا اور اپنے محبین کو ہمیشہ کے لئے سوگوار کردیا جس نے نوجوانوں کے اندر ایک انقلابی روح پھونک دی اور انہی نوجوانوں کے عظیم قافلے کی آنکھوں کو آنسوؤں کے سپرد کیا اور حق کی صدا سے دھڑکنے اور مذہبی غیرت سے تڑپنے والے دلوں کو پرواز غم بنادیا۔ بقول میر ۔

مصائب اور تھے پر ان کا جانا
عجب ایک سانحہ سا ہوگیا ہے

اب نگاہیں ڈھونڈیں گی اس مقدس صورت کو جس کے پایہ اقدس نے دولت کی خاطر نہیں دین کی خاطر ٹھوکریں کھائیں جس کی للکار نے دشمن پر ہیبت طاری کردی جس نے دین کے لئے ناموس صحابہؓ کے لئے کیا کیا مصائب نہیں جھیلے ایسی شخصیت پیدا کرنے کی صلاحیت شاہد اب خاک سے چھین لی گئی ہے۔

پرستاروں اور عقیدت مندوں کے لئے اس مرد قلندر کے حالات وواقعات اور اُن کی داستان حیات قلم بند کرنے کی جسارت کررہا ہوں۔

از: رب نواز طاہر
حال قائد آباد لانڈھی کراچی

طلوع آفتاب:

چاہ بوہڑ والا موضع چیلہ تھانہ مسن ضلع جھنگ میں ایک غریب کسان ولی محمد کے دولت خانے میں ۱۹۵۲ء کے ساتویں ماہ ایک بچہ پیدا ہوا بچہ کیا آفتاب طلوع ہوا غریب ولی محمد کو کیا معلوم کہ قدرت اس پر کتنی مہربان ہوئی ہے کہ اپنا ایک مخلص بندہ جو اللہ کے اس دین کو دوبارہ مہذب کرے گا اور اس سے رافضیت کی گندگی کو دور کرے گا۔

اُسے کیا معلوم تھا کہ کل یہی بچہ دشمن اصحاب رسول ﷺ کو شیر کی طرح للکارے گا حق وصداقت کی آواز حق کی خاطر کٹ مرنے والا اور کفر کو انگشت بدنداں کرنے والا عالم کفر کو حیرت زدہ کرنے والا یہ بچہ حق نواز لاکھوں بلکہ کروڑوں دلوں کی دھڑکن بن جائے گا اور اپنے دشمن کو ناکوں چنے چبوائے گا۔

ابھی حق نواز ایک سال کا ہی تھا کہ اُن کی والدہ ماجدہ داغ مفارقت دے گئیں اور یہ وہی سال تھا کہ جب ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی اور لاہور میں مجلس احرار کے (۱۰۰۰۰) کارکن شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوگئے تحریک ختم نبوت کی قیادت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کر رہے تھے اور سامراجی قوتوں کو اور جھوٹے نبی کے ایجنٹوں کو ناکوں چنے چبوادیے تھے

موضع چیلہ کا پس منظر:

اللہ کا قانون ہے کہ جہاں سے کفر سر اٹھاتا ہے وہیں سے حق کا ظہور ہوتا ہے جس طرح مکہ کافروں کے نرغے میں تھا اللہ نے آفتاب نبوت کو

وہیں سے طلوع فرمایا اور کفر کی تاریکی کو اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔

موضوع چیلہ بھی کافروں کے نرغے میں تھا یہ علاقہ سیاسی لحاظ سے شاہ جیونہ کے شیعہ جاگیرداروں کی سیاسی اُجارہ داری کی چکی میں پس رہا تھا جہاں ایک طرف قادیانی اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے تھے تو دوسری طرف شیعوں نے بھی اپنا جال پھیلا رکھا تھا انہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے جھنگ کی سرزمین چیلہ سے وہ آفتاب طلوع کر دیا جس سے کفر کی آنکھیں چندھیاں گئیں بلکہ ہمیشہ کے لئے اندھے ہوگئے۔

حق نواز کی پیدائش شیعوں کے لئے موت کا پیغام تھا۔

خاندان:

حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ سپرا قوم کے ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ کے علاوہ دو بھائی اور ہیں بڑے بھائی کا نام شیر محمد اور چھوٹے بھائی کا نام شمس الحق ہے۔

مولانا شہیدؒ کے والد کا انتقال (۲۴) اکتوبر (۱۹۷۴ء) کو ہوا جبکہ ان کی والدہ کا انتقال (۱۹۵۳ء) میں ہوگیا تھا۔

مولانا کی شادی مارچ (۱۹۷۷ء) میں اپنے ننھیال میں ہوئی شہادت کے وقت مولانا نے تین بیٹے اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑے ہیں۔

بڑا بیٹا جس کی عمر مولانا کی شہادت کے وقت (۱۱) سال تھی اُن کا نام اظہار الحق ہے ان سے چھوٹے کا نام حسنین معاویہ جس کی عمر اُس وقت (۸)

سال تھی۔

اور ان سے چھوٹا مسرور نواز جس کی عمر اس وقت (۲) سال تھی۔

اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ مولانا حق نواز شہیدؒ تینوں بچوں کی پیدائش کے وقت جیل میں تھے۔

بچپن کا دور:

غیر معمولی اشخاص اپنے بچپن ہی سے اپنے حرکات و سکنات اور نشو ونما میں ممتاز ہوتے ہیں ان کے ایک ایک خدوخال میں کشش ہوتی ہے ان کے ناصیہ اقبال سے مستقبل کا نور خود بخود چمک چمک کر نتیجہ کا پتہ دیتا ہے حضرت مولانا بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے بچپن ہی میں ان کے ہر انداز سے سعادت اور بلندی کے آثار نمایاں تھے تاہم بچہ ہے وہ صرف کھیلتا ہے اور کھیلنا ہی اس عمر کا تقاضیٰ ہے۔

تعلیم کا آغاز:

جب جھنگوی شہید عمر مستعار کی چھ بہاریں طے کر چکے تو آپ کے والد محترم نے آپ کو تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے گورنمنٹ پرائمری اسکول آف چیلہ میں داخل کر دیا ذہانت وذکاوت اتنی تھی کہ پہلے ہی سال میں پہلی اور دوسری کلاس پاس کر لی اور تیسری جماعت میں ہو گئے پھر بس یہی دو چار جماعتیں پڑھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو صراط مستقیم کی طرف موڑ دیا کیونکہ آگے چل کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے ایک بہت بڑا کام لینا تھا اور

اُس کے لئے ضروری تھا کہ آپ کو علوم اسلامیہ سے آراستہ کیا جائے چنانچہ رمضان کا مہینہ تھا کہ اللہ نے آپ کے دِل میں قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق و جذبہ ڈال دیا یہ شوق آپ کو اپنے ہم عمر بچوں کو شبینہ پڑھاتے ہوئے ہو گیا تھا چنانچہ اسکول کو خیر باد کہہ دیا اور حفظ قرآن مجید کے لئے کمر ہمت باندھ لی

قرآن کریم حفظ کرنے کا یہ شوق آپ کو اپنے ماموں حافظ جان محمد کے پاس لے گیا آپ نے ڈھائی سال کی مدت میں قرآن کو اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا اس کے بعد آپ علم قرأت کے لئے ضلع خانیوال عبد الحکیم میں مسجد شیخاں والی میں قاری تاج محمد صاحب کے پاس گئے اور اُن سے علم تجوید پڑھا اور قراء کی صف میں شامل ہو گئے۔

علامہ جھنگویؒ پر اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل و کرم تھا کہ آپ کو حفظ و تجوید کے بعد علوم دینیہ کے لئے قبول فرمایا آپ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لئے ملک کی معروف دینی درسگاہ دارلعلوم کبیر والا پہنچے جہاں آپنے تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، فلسفہ، منطق، صرف ونحو کے علوم حاصل کئے اور اپنے دور کے جید علمائے کرام سے علوم حاصل کئے آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، شیخ الحدیث علی محمد صاحب، مفتی عبد الستار صاحب، حضرت مولانا محمد شریف صاحب، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب، صوفی محمد سرور صاحب، مولانا منظور الحق صاحب اور مولانا منظور احمد صاحب جیسے معتبر عالم شامل ہیں تعلیم کے دوران ہی آپ نے

کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں حضرت مولانا دوست محمد قریشی اور مناظر اہل سنت حضرت مولانا عبد الستار تونسوی مدظلہ العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے مناظرہ کی تعلیم حاصل کی اور ان اساتذہ کی محنت اور شفقت کا نتیجہ تھا کہ پھر یہ شیر اسلام پورے ملک میں چیلنج کرتا تھا کہ شیعو! آؤ میرے مقابلے میں اگر تم نے بوتل کا نہیں اپنی ماؤں کا دودھ پیا ہے مگر کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی اس شیر کے سامنے آنے کی۔

دوران تعلیم جب چھٹیاں ہوتی تھیں تو جھنگویؒ صاحب کی مصروفیات بڑھ جاتیں آپ بہت زیادہ مطالعہ کرتے یہاں تک کہ دوست احباب آپ کو کتابوں کا کیڑا کہتے تھے اس کے علاوہ آپ دیہات کے سادہ لوح عوام کو دشمن کی مکاریوں سے آگاہ کرتے آپ کو خطابت کا بہت شوق تھا اس لئے دیہاتوں میں جا کر جمعہ پڑھاتے اور عوام کو صحیح راستہ بتاتے آپ کی تقریر جس کا ایک ایک لفظ ذہن میں اترتا محسوس ہوتا اور پھر اُس پر وہ گرجتا برستا لہجہ آدمی کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیئے کافی تھا آج میں کہتا ہوں اگر حق کی بات ہو اور سامنے حق نواز ہو پھر کوئی مائی کا لال ایسا نہیں جو اُس کی بات کا انکار کر سکے انکار کی تو وہ گنجائش ہی نہیں رہنے دیتا تھا اُس کی تقریر ایسی جامع اور مدلل کہ خود دشمن بھی چونک جائے کہ اس کا کیا جواب دے۔

درس نظامی کے اختتام پر آپ دورہ حدیث شریف کے لئے خیر المدارس ملتان تشریف لے گئے جہاں آپ نے وقت کے جید علمائے

کرام سے بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام محمد جیسی بڑی اور ضخیم کتابیں پڑھیں وہاں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی شریف صاحب، حضرت مولانا عبد الستار صاحب اور حضرت مولانا محمد صدیق جالندھری صاحب شامل ہیں۔

تدریس کا آغاز:

۱۹۷۱ء میں دورہ حدیث کرنے کے بعد آپ کا تقرر بحیثیت مدرس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا ایک سال کا عرصہ آپ نے یہاں مسند تدریس کو رونق بخشی ایک سال کے بعد آپ یہاں سے مستعفی ہو گئے ظاہر ہے آپ کو ایک بہت بڑا مشن چلانا تھا اور اُس کے لئے یہ جگہ یقیناً ناکافی تھی کیونکہ یہ ایک پسماندہ علاقہ تھا اور مولانا کی عظیم صلاحیتیں یہاں نہیں کھل سکتی تھی جو انہیں ودیعت کر دی گئی تھیں ان کے وسیع مطالعہ اور علمی کاوشوں کے لئے یہ جگہ غیر مناسب تھی آپ جس طرح کی جگہ کے متلاشی تھے اللہ تعالیٰ نے وہ جگہ آپ کو عطا کی اور آپ (۲۳) اگست ۱۹۷۳ء بروز جمعرات جھنگ تشریف لائے اور وہاں پپلیاں والی مسجد (جواب حق نواز شہید کے نام سے موسوم ہے) میں آپ کا تقرر ہوا آپ یہاں کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔

ضیاء الرحمن فاروقیؒ سے پہلی ملاقات:

غالباً (۱۹۷۰ء) کا سال تھا آپ دار العلوم کبیر والا میں پڑھتے تھے کہ مولانا عبد المجید صاحب کے پاس ضیاء الرحمن فاروقی صاحب تشریف لائے

مولانا عبدالمجید صاحب فاروقی صاحب کے ماموں لگتے ہیں ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب نے بھی یہیں داخلہ لیا اور یہیں پر حق نواز سے پہلی ملاقات ہوئی اُس وقت کسے معلوم تھا کہ آج کا یہ ملنا ہمیشہ کے لئے ہے اور ان دونوں حضرات کا مشن ایک ہوگا ایک ہی مشن کے لئے دونوں قربانی دیں گے۔

بہر حال یہ پہلی ملاقات تھی فاروقی شہیدؒ اور جھنگوی شہیدؒ کی حق نواز صاحب فاروقی صاحب سے ایک سال درس میں آگے تھے لیکن جو اساتذہ حق نواز صاحب کے تھے وہی اساتذہ فاروقی صاحب کے بھی رہے اسی طرح خیر المدارس میں بھی دونوں کے اساتذہ ایک رہے اس طرح یہ ہم مکتب وہم اساتذہ رہے۔

مدرسہ میں بھی دونوں کا ایک ہی رہا اور قدرت خداوندی دیکھیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک ہی مشن کے لئے چنا آخر دم تک دونوں ایک کی مشن کے لئے کام کرتے رہے اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک ہی شیخ سے بیعت ہوئے یہ دونوں حضرات یکے بعد دیگرے دورہ تفسیر پڑھنے کے لئے شجاع آباد میں حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ کے پاس گئے اور اُن سے بیعت بھی ہوئے یہ سب اتفاقات ایک پیش خیمہ تھے آنے والے حالات وواقعات کے اس کے بعد عملی زندگی میں جھنگویؒ قائد اہل سنت ہوئے اور فاروقیؒ اُس کے نائب زمانے کے گرم گرم مصائب اور امتحانوں میں دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے کسی امتحان وتکلیف کے سامنے

گھٹنے نہیں ٹیکے پھر اللہ نے جھنگوی کو شہادت کے عظیم رُتبے پر فائز کر دیا حق نواز نے شہادت کا سہرا اپنے گلے میں ڈالا تو پھر فاروقی یہ برداشت نہ کر سکے کہ جس شخص کے ساتھ میں ہمیشہ رہا جس کے ساتھ فاروقی کو اُنس تھا اُس شخص کے قدم پر قدم رکھ کر آیا تھا تو پھر شہادت جیسی عظیم نعمت میں وہ کیسے پیچھے رہتے لہٰذا فاروقی بھی حق نواز کے پاس شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہو کر تشریف لے گئے۔

سیاست میں حصہ:

علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد بحیثیت عالم دین ان کا مذہبی فریضہ یہ تھا کہ وہ اپنی تمام تر توانائیاں موجودہ جاہلانہ وظالمانہ نظام کی بیخ کنی کے لئے صرف کر دیں اپنے اس فرض منصبی کو سمجھنے کے بعد آپ نے ظلم وستم کے خاتمہ کے لئے اور قوانین الٰہیہ کے نفاذ کے لئے اپنی ذمہ داریوں سے بحسن خوبی عہدہ برآ ہونے کے لئے علمائے حق کی نمائندہ جماعت جمعیت علمائے اسلام میں شمولیت اختیار کی بلکہ آپ زمانہ طالب علمی ہی میں جمعیت طلبہ اسلام سے وابستہ ہو چکے تھے مگر اتنا کھل کر کام نہیں کیا بلکہ اپنی تعلیم پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ ایک منجھے ہوئے عالم بن کر منظر عام پر آئے اور سیاست کی پر خار وادی میں قدم رکھا جمعیت میں ایک ورکر کی حیثیت سے شامل ہوگئے اور اتنا کام کیا اور اتنی دلچسپی سے کام کیا کہ ان کی خدمات کو دیکھتے ہوئے جمعیت کی مجلس شوریٰ نے آپ کو جمعیت علمائے

اسلام پنجاب کا نائب امیر بنادیا کافی عرصہ آپ اس عہدہ پر رہے

سپاہ صحابہؓ کا قیام:

سپاہ صحابہؓ (۲۰) ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۶ ستمبر (۱۹۸۵ء) کو قائم ہوئی سپاہ صحابہؓ کیوں وجود میں آئی کیا اسباب تھے کہ امیر عزیمتؒ نے اس کے لئے علیحدہ جماعت تشکیل دینا مناسب سمجھی اس سوال کا جواب مندرجہ ذیل پس منظر سے واضح ہو جائے گا۔

جمعیت علمائے اسلام میں شمولیت کے بعد آپ کے حساس دل میں یہ سوال بار بار اُٹھتا کہ ہمارے اکابر ایک ایک مسلکے کے لئے اتنی جدوجہد کیوں کرتے ہیں حالانکہ ملک اپنا ہے اور اسلامی جمہوریہ کہلاتا ہے مسلمانوں کا مقدس خون اس کی بنیادوں میں شامل ہے اور اس ملک کے حاکم ہمیشہ اسلام دشمن ہی رہے اس کی کیا وجہ ہے ؟

یہی سوال آپ کو کتابوں کی طرف لے گیا جب آپ نے مطالعہ شروع کیا تو آپ کے سامنے ایسی باتیں آگئیں کہ آپ حیران و ششدر رہ گئے کہ چودہ سو سالوں میں مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچا وہ کس کے ذریعے پہنچا مطالعہ نے اسلام کے لبادے میں مستور اس چہرے سے نقاب الٹ دیا جو ہمیشہ ہر مقام پر مکاری اور غداری سے کام لیتے تھے مار آستین کا یہ کردار امیر عزیمت کے سامنے واضح ہو گیا کہ آج تک مسلمانوں کو کمزور کرنے والا یہ مکروہ چہرہ ہے جو شیعت کے نام پر شیطانیت کا کردار ادا کر رہا ہے۔

پاکستان میں بھی اس مار آستین نے کارستانیاں شروع کر رکھی تھیں۔

مختصر یہ کہ (۱۹۶۹ء) میں باب عمرؓ کا ایک افسوس ناک اور جگر پاش سانحہ رونما ہوا تھا۔

(۱۹۶۰ء) میں حسو بلیل میں حضرت عمرؓ کا پتلا جلایا گیا۔

شور کوٹ میں حافظ محمد نواز کو شہید کر دیا گیا، روڈ سلطان میں مولانا دوست محمد کو شہید کر دیا گیا، امیر عزیمت کے شہر جھنگ ہی میں کتیا کے گلے میں عائشہؓ لکھ کر ڈال دیا گیا۔

دوسری طرف شیعہ کے متعصب مصنفوں کا قلم وہ غلاظت اُگل رہا تھا کہ جس کو کوئی غیرت مند سُنی برداشت نہیں کر سکتا۔

غلام حسین نجفی ملعون نے سہم مسموم نامی کتاب میں سُنی غیرت کو للکارا...... اس کتاب میں حضرت عمرؓ کو شراب خور خلیفہ اور جہنم کا تالا کہا گیا...... اور اسی خلیفہ دوئم کو قرآن کا منکر کہا۔

حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ کو بد خلق کہا گیا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کو باندری کہا گیا...... نعوذ باللہ من ذالک

سرگودھا کے ایک غلیظ کیڑے محمد حسین ڈھکو شیعہ ملعون بدبخت نے سُنیوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے ...... حضرت عائشہؓ کے ایمان کا انکار کیا...... ایران میں امام ضلالہ خمینی نے کفریہ انقلاب برپا کیا تو وہاں کے سُنیوں پر زمین تنگ کر دی گئی...... اُن پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے...... سُنیوں کی

مساجد پر پابندی عائد کردی گئی...... ستم بالا ستم یہ کہ ان تمام حالات کے باوجود انگریز کے ایجنٹ...... انگریز کا خود کاشت پودہ...... اور ٹاؤٹ قسم کے پروفیسروں پر مشتمل جماعت اسلامی (جو صرف نام کی اسلامی ہے) نے خمینی کے کفریہ انقلاب کو اسلام کی فتح قرار دیا اور اس کو اسلامی انقلاب کہنے لگے اور اپنی عادت کے مطابق ناچنے اور جشن منانے لگے اگر جماعت اسلامی والے اسلام کے بارے میں مخلص ہیں تو اپنی آنکھوں سے غفلت اور تعصب کی پٹی اتار دیں اور ایران کے اندر دیکھیں کہ جس کے آئین کے مطابق تمہارا مودودی بھی صدر نہیں بن سکتا، تمہارا میاں طفیل اور تمہارا امام قاضی حسین احمد اُن کے صدر و وزیر اعظم کے معیار پر پورے نہیں اترتے کیونکہ اُن کے آئین کے مطابق صدر و وزیر اعظم کا شیعہ ہونا لازمی ہے۔

اگر تم شیعہ نہیں ہو اور تم اپنے آپ کو سُنی اور مسلمان کہتے ہو تو شیعوں کی ناؤتی چھوڑ دو کیا یہ اسلام ہے؟ کہ مساجد پر پابندی عائد کی جائے...... نماز پر پابندی عائد کی جائے...... زنا کو جائز قرار دے دیا جائے...... لواطت کو جائز قرار دیا جائے...... تم یہ انقلاب پاکستان میں لانا چاہتے ہو...... تم ایسے انقلاب کی تائید کررہے ہو...... جماعت اسلامی والوں ہوش میں آؤ جنھوں نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ غداری کی وہ تمہارے ساتھ مخلص کیسے ہوسکتے ہیں!

روز محشر کو یاد کرکے حق کی طرف لوٹ آؤ۔

تو بات سپاہ صحابہؓ کے قیام کی ہو رہی تھی یہی جماعت اسلامی اس کفریہ انقلاب کی مداح بن گئی میاں طفیل ایران کے دورے کرنے لگے اور شیعہ سنی اتحاد کا نعرہ بلند کرنے لگے، جماعت اسلامی لاہور کے امیر اسعد گیلانی بھی اس خونی کفریہ انقلاب کی راہ پاکستان میں ہموار کرنے لگے، عارف حسین الحسینی کو شیعہ سنی اتحاد کے نعرہ پر داد تحسین پیش کرنے لگے۔

اس کفریہ انقلاب کو روکنے کے لئے سُنی دھرتی پر صحابہؓ کی مقدس جماعت کے ناموس کی حفاظت کے لئے...... ازواج مطہرات کی عظمت، عزت وعفت کی خاطر...... سُنی قوم کو راہ حق پر ثابت قدم رکھنے کی خاطر...... سُنی غیرت کو بیدار کرنے کے لئے سپاہ صحابہؓ کا قیام عمل میں آیا۔

امیر عزیمتؒ کی دور اندیشی کے اس بروقت فیصلے سے پاکستان میں شیعوں کو اپنے مذموم عزائم میں کامیابی نہ مل سکی اور نہ قافلۂ حق نواز ان کو انکے مذموم عزائم میں کامیاب ہونے دیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سپاہ صحابہؓ لمحہ بہ لمحہ:

ہم تو اکیلے ہی چلے تھے جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے کارواں بنتا گیا

یوں تو سپاہ صحابہؓ کا قیام ایک محلہ کی سطح پر کیا گیا تھا اس لئے نام بھی انجمن سپاہ صحابہؓ رکھا گیا یہ صرف ایک محلے کی انجمن تھی مگر امیر عزیمتؒ کے

اخلاص کی برکت تھی کہ یہ انجمن روز بروز ترقی کے منازل طے کرتی رہی پھر سپاہ صحابہؓ کے زیر اہتمام جھنگ میں ایک عظیم الشان تاریخی دفاع صحابہؓ کانفرنس منعقد کی گئی مولانا حق نواز صاحبؒ نے فاروقی صاحبؒ سے فرمایا کہ اگر یہ کانفرنس کامیاب ہوئی تو پھر ہم سپاہ صحابہؓ کو پورے ملک میں پھیلائیں گے چنانچہ اس کانفرنس میں مناظر اہلسنت حضرت مولانا عبد الستار تونسوی اور بڑے بڑے اکابر علمائے کرام نے شرکت کی یہ کانفرنس ۷ جولائی (۱۹۸۶ء) کو ہوئی۔

اس کانفرنس سے پہلے ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب کو چنیوٹ میں تقریر کرنے پر گرفتار کیا گیا تھا چنانچہ کانفرنس کا ایک اہم مقصد فاروقی صاحب کی رہائی بھی تھی۔

سپاہ صحابہؓ جو ابھی نوخیز تھی مگر اس کے جیالے کارکنوں نے نماز جمعہ کے بعد ٹریفک بلاک کردی اور پورے جھنگ کو جام کردیا تھا چنانچہ فاروقی صاحب کو رہا کردیا گیا یہ سپاہ صحابہؓ کا پہلا کامیاب مظاہرہ تھا جس کے سامنے انتظامیہ نے گھٹنے ٹیک دیے

فاروقی صاحب نے اس کانفرنس میں سب سے آخر میں تقریر کی اور وہ ولولہ انگیز تقریر کی جس نے کارکنوں میں انقلاب کی نئی روح پھونک دی اسی کانفرنس میں سپاہ صحابہؓ کو پورے ملک میں وسیع کرنے کا اعلان ہوا

چار، پانچ سو علماء نے اس کانفرنس کی قراردادوں کی تائید کی اور یوں سپاہ

صحابہؓ پروان چڑھنے لگی۔

سپاہ صحابہؓ کی روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت سے حکمران اور شیعہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئے حکمران حواس باختہ ہو کر جھنگویؒ پر طرح طرح کے مظالم ڈھانے لگے اگر مصائب اور تکالیف کا ذکر کیا جائے تو وہ کونسا دکھ ہے ،وہ کونسی تکلیف ہے جو جھنگویؒ کو نہیں دی گئی...... تشدد کے جتنے طریقے ہیں وہ سب اس مرد قلندر پر آزمائے گئے...... لالچ دیا گیا......ڈرایا گیا...... دھمکایا گیا...... مگر مجال ہے جو جھنگویؒ کو اپنے مشن سے ایک انچ پیچھے ہٹا سکے اس مرد درویش کو برف کے بلاکوں پر لٹایا گیا......گرم گرم سلاخوں سے داغا گیا...... مگر جب جھنگویؒ سے پوچھا جاتا کہ حضرت کتنی تکالیف دی جاتی ہیں آپکو؟

تو جواب میں یہ مرد قلندریوں گویا ہوتے کہ حضرت بلال حبشیؓ سے کم ہی تکالیف دیتے ہیں۔

سیدنا صہیب رومیؓ پہ جتنی مصیبتیں آئی ہیں اُن سے کم ہی مصائب مجھ پر آئے۔

سیدنا حباب بن الارتؓ سے کم تکالیف برداشت کی ہیں۔

گویا یوں کہتے کہ مصائب والام کے معرکوں میں کود جانا میں نے سیدنا بلال حبشیؓ کی زندگی سے سیکھا ہے...... حضرت حباب بن الارت کی زندگی سے......

مال وجان اللہ کے راستے میں وقف کرنا صہیب رومیؓ کی زندگی سے......
اور تشدد برداشت کرنا حضرت زنیرہ کی زندگی سے......
امام احمد بن حنبلؒ کی زندگی سے...... امام اعظمؒ کی زندگی سے...... امام ابن تیمیہؒ کی زندگی سے...... مجدد الف ثانیؒ کی زندگی سے...... اور اپنے اکابر علمائے حق کی زندگی سے سیکھا ہے۔

مصائب میں نہ گھبرانا یہی مسلم کی پہچان ہے
ستم ہنس کے جو سہہ جائے وہی کامل مسلماں ہے

سپاہ صحابہؓ کے مقاصد:

سپاہ صحابہؓ جن مقاصد کے لئے قائم کی گئی تھی اس میں سب سے اہم مقصد
(۱) ناموس صحابہؓ کا تحفظ ہے یعنی ناموس صحابہ کرامؓ کو آئینی تحفظ دینا اس لئے کہ دنیا میں اسلام کا غلبہ صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کی وجہ سے ہوا حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی اللہ نے صحابہ کرامؓ سے بڑا کام لیا اور حضور اکرم ﷺ کے بعد قیصر وکسریٰ کا خاتمہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ہوا اور یوں دین اسلام کا غلبہ پوری دنیا پر ہوا۔
(۲) دوسرا مقصد پاکستان کو سُنی اسٹیٹ قرار دینا ہے ۔ کیونکہ یہاں اٹھانوے فیصد سنی عوام رہتے ہیں۔
(۳) پاکستان کا پبلک لاء سنی فقہ حنفی کے مطابق ہونا چاہئے۔
(۴) صحابہ کرامؓ کے خلاف جتنا لیٹریچر ہے اس کا مکمل خاتمہ۔
(۵) ماتمی جلوسوں کو ان کی عبادت گاہوں تک محدود رکھنا۔
(۶) نظام خلافت راشدہ کا قیام۔

یہ سپاہ صحابہؓ کے اغراض ومقاصد ہیں جس کی طرف سپاہ صحابہؓ قدم بہ قدم بڑھ رہی ہے۔

سپاہ صحابہؓ کا تعارف بزبان جھنگویؒ:

مجدد العصر علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے ضلع رحیم یار خان اور خانپور کا دورہ کیا تو وہاں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شہید نے فرمایا کہ انجمن سپاہ صحابہؓ ایک تحریک کا نام ہے، انجمن سپاہ صحابہؓ اہل سنت کی ایک نوجوان اور منظم جماعت کا نام ہے، سپاہ صحابہؓ ایک بڑا واضح مؤقف رکھتی ہے اور اس مؤقف پر وہ اپنی جان تک پیش کرنے سے گریز نہیں کرتی۔

امیر عزیمت نے کہا کہ سپاہ صحابہؓ جس کی بنیاد جھنگ جیسے پسماندہ ضلع میں رکھی گئی ضلع میں بھی نہیں بلکہ ایک محلہ میں رکھی گئی اور پھر اس کو پھیلانا شروع کیا آج الحمد للہ پاراچنار سے لے کر کراچی تک نوجوان یہی جھنڈا ہاتھوں میں لئے پھر رہے ہیں صرف شہری حد تک نہیں سپاہ صحابہؓ نے دیہاتوں میں بھی اپنی شاخیں اور یونٹ قائم کردیئے اور اس کی رات دن کی کوشش صرف اور صرف یہی ہے کہ سنی قوتوں کو جمع کیا جائے، سنی قوتوں کے انتشار کو ختم کیا جائے، سنی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم دیا جائے، رات دن کی محنت یہی ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کی مدح، اصحاب رسول ﷺ کی منقبت اور ازواج رسول ﷺ کی عفت کو عام کیا جائے اور ان کے دشمنوں کے کفر کو ملت اسلامیہ پر واضح کردیا جائے۔

اسی خطاب میں امیر عزیمت نے کہا کہ!

اگرچہ مجھے اس بات کو اپنے منہ سے نہیں کہنا چاہئے مگر مقصد سپاہ صحابہؓ کی کاروائی کا تذکرہ کرنا ہے کہ اس نے کتنا کام کیا ہے۔

یہاں سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو تھانوں میں الٹا لٹکا کر مارا جاتا ہے، یہاں سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو ننگا کر کے مارا جاتا ہے اور وہاں صرف یہ نہیں کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں پر تشدد ہوا!

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اس بات کو بیان کرتا ہوں کہ پولیس مجھے مادر زاد ننگا کر کے مارتی رہی ہے اور ظلم و تشدد کرتی رہی ہے اس تمام تر ظلم کی وادی سے گزر کر ہم اسی موقف پر قائم ہیں کہ اصحابؓ رسول ﷺ کا دشمن کل بھی کافر تھا آج بھی کافر ہے یہ تشدد و بربریت ہمارے موقف میں لچک پیدا نہیں کر سکی ہے اور نہ آئندہ انشاء اللہ کر سکے گی ہم ایک پختہ عزم اور پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔

میں آپ کو گواہ بنا کر اس کھلی فضا میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر بالفرض مجھے اصحاب رسول ﷺ اور ازواج رسول ﷺ کی عفت اور تقدس کے تحفظ کے لئے پھانسی کے تختہ تک جانا پڑا تو میں جاؤں گا۔

امیر عزیمت کا خطاب:

جھنگویؒ کی روز افزاء مقبولیت سے حواس باختہ ہو کر حکمرانوں نے جھنگویؒ کے خلاف پورے ملک میں (۱۶) ایم۔پی۔او۔ دفعہ (۱۴۴) کی خلاف

ورزی اور دیگر مقدمات کا ایک سلسلہ شروع کیا گویا مقدمات کا ایک جال بچھا دیا گیا۔

کبھی گرفتاری تو کبھی نظر بندی زبان بندی تو ایک معمول بن گیا تقریباً ڈیڑھ سو مقدمات بیک وقت موجود تھے لیکن استقامت کے اس جری نوجوان کے قدم نہ ڈگمگا سکے بلکہ اپنے مشن سے ذرہ بھر بھی پیچھے نہ ہٹا سکے اسی استقامت و عزیمت کو سراہتے ہوئے علمائے کرام کے ایک اہم اجلاس میں محمد اقبال صدیقی صاحب نے آپ کے لئے امیر عزیمت کا خطاب تجویز کیا جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

پھر اس خطاب کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ یہ آپ کے نام کا جزو لاینفک بن گیا۔

امیر عزیمت حق نواز شہیدؒ رخصت پر عمل فرما سکتے تھے لیکن آپ نے عزیمت کو اختیار کر کے امیر عزیمت ہونے کا حق ادا کر دیا۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

سانحہ لیہ:

سانحہ لیہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی زندگی کا ایک عظیم سانحہ ہے۔

۱۳ جون ۱۹۸۷ء جمن شاہ ضلع لیہ کے ایک دینی مدرسے کے سالانہ تقسیم اسناد کے موقع پر امیر عزیمت نے اپنے مخصوص عنوان پر اور مخصوص انداز میں تقریر فرمائی جس سے انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی جلسہ ختم ہونے کے بعد

رات کی تاریکی میں لیہ انتظامیہ نے بلاجواز گھروں پر چھاپے مار کر گرفتاریاں شروع کر دی چادر اور چاردیواری کا لحاظ کئے بغیر امیر عزیمتؒ ان کے ڈرائیور، سپاہ صحابہؓ کے صدر قاری محمد منصور اور سرپرست مولانا عبدالصمد آزاد سمیت کافی افراد گرفتار کر لئے گئے۔

امیر عزیمتؒ، عبدالصمد آزاد اور قاری محمد منصور صاحب کو ملتان جیل میں نظر بند کر دیا گیا، جس سے حالات بہت تشویشناک ہوگئے۔ لیہ انتظامیہ حالات درست کرنے کے بجائے حالات بگاڑنے میں لگی ہوئی تھی، سپاہ صحابہؓ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی جنرل سیکریٹری محمد یوسف مجاہد مولانا ایثار القاسمی نے لیہ انتظامیہ کو حالات کی درستگی کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت دی اور حالات کی سنگینی کا احساس دلایا مگر انتظامیہ نے کوئی مثبت کاروائی نہ کی۔

آخر کار ۱۹ جون ۱۹۸۷ء کو سپاہ صحابہ کی اپیل پر ایک عظیم الشان پرامن جلوس لیہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب جلوس چوبارہ کے مقام پر پہنچا تو انتظامیہ نے جلوس کو روکنے کی کوشش کی اسی اثنا میں اسسٹنٹ کمشنر تحصیل چوبارہ کو مشتعل عوام نے اغواء کر لیا تب لیہ کی انتظامیہ کی آنکھیں کھلی کہ یہ لشکر جھنگوی ہے کوئی عام جلوس نہیں یہ جری نوجوانوں کا قافلہ ہے کوئی نعرے بازوں کا نہیں۔ انتظامیہ لیہ نے اپنے اے سی کے بدلے مولانا شہید کو فوراً رہا کرنے کا وعدہ کیا یہ عظیم الشان نوجوانوں کا قافلہ حق لیہ سے کامیاب و کامران واپس جھنگ کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس جب چوک اعظم اور چوبارہ

کے درمیان پہنچا تو چند ملعون خبیث اور بدباطن نااہل شیعہ پولیس افسران نے اندھادھند فائرنگ کر کے تین مجاہدین سپاہ صحابہؓ کو شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا۔ ان میں ضیاء الرحمن ساجد فیصل آباد، محمد بخش کبیر والا، اور صوفی عبدالغفار عبدالحکیم، کے رہنے والے تھے۔

اس ظلم و بربریت پر پورے پاکستان میں خیبر سے کراچی تک زبردست احتجاج ہوا۔ لیہ انتظامیہ کے خلاف قانونی اور عدالتی چارہ جوئی کی گئی آخر حکومتِ پنجاب گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئی اور مولانا حق نواز جھنگویؒ، قاری محمد منصور اور مولانا عبدالصمد آزاد کی نظر بندی ختم کر دی اور تمام مقدمات میں رہائی کا فیصلہ کیا گیا۔

ملتان انتظامیہ مولانا کو اپنی نگرانی میں گاڑیوں کے ایک طویل جلوس کی شکل میں اپنی ضلعی حدود تک پہنچا کر واپس گئی۔ امیر عزیمتؒ کو (۲۷) اگست کی رات آٹھ بجے رہا کیا گیا تھا۔ لیکن راستے میں جگہ جگہ کارکن استقبال کے لئے کھڑے تھے اس لئے رات کے دو بجے یہ جلوس جھنگ پہنچا۔

محبت و عقیدت کا انوکھا اظہار:

آپ نے آج تک بہت سے جلوس دیکھے ہونگے مگر میرے قائد کے جلوس میں جو منظر دیکھنے کو ملے وہ بہت کم دیکھے گئے ہیں۔

کارکنوں کی محبت و عقیدت دیکھئے کہ جس کار میں امیر عزیمت تشریف

فرماتے وہ کارپرجوش ولولہ انگیز کارکنوں نے کندھوں پر اٹھالی۔ حق نواز اپنے کارکنوں کے دل کی دھڑکن بن گئے تھے۔ ایسے ہر دلعزیز قائد کا آج کے دور میں ملنا مشکل ہے۔

تحریکیں:

(۱) ۱۹۶۹ء میں ایوبی آمریت کے خلاف جمعیت علمائے اسلام نے تحریک چلائی تو حق نواز جھنگویؒ ابھی دارالعلوم کبیر والا میں زیر تعلیم تھے۔ آپ نے بحیثیت کارکن کے اس تحریک میں حصہ لیا اور پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے۔

(۲) ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو مولانا شہید نے اس میں بھی بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ آپ کی تقاریر ایک منفرد حیثیت کی حامل ہوتی تھیں۔ اور عوام میں ایک نیا جوش وجذبہ پیدا کرتی تھیں اس تحریک میں بھی آپ گرفتار ہوئے۔

(۳) ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ چلی اس میں بھی مولانا شہید نے بھٹو حکومت کے خلاف زبردست کام کیا اور ایک مرتبہ پھر گرفتار ہوئے اور پس زنداں جانا پڑا۔

(۴) مولانا شہیدؒ نے ہر آمر کے خلاف آواز اٹھائی ہے چاہے وہ فوجی آمر ہو یا سول آمر اس وجہ سے مولانا نے جنرل ضیاء الحق کی آمریت کے خلاف بھی آواز اٹھائی۔ اور متعدد بار گرفتار ہوئے اس کے علاوہ بہت سی تحریکیں ہیں جن میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولانا کی ایک عادت تھی کہ وہ

جس تحریک میں بھی حصہ لیتے تھے تو سر دھڑ کی بازی لگادیتے تھے۔

انتخابات میں حصہ:

مولانا حق نواز شہیدؒ جس طرح ایک مبلغ مقرر مناظر عالم تھے۔ اسی طرح وہ ایک منجھے ہوئے سیاست دان بھی تھے۔ وہ ہمیشہ اصولی اور نظریاتی سیاست کے قائل تھے۔ فراڈ دھوکہ بازی کو وہ سیاست نہیں مانتے تھے جس طرح کہ آج کل پاکستان میں سیاست ہورہی ہے۔

مولانا جمعیت علمائے اسلام کے ایک نظریاتی کارکن تھے اور ہمیشہ جمعیت علمائے اسلام کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا۔

۱۹۸۵ء میں جب غیر جماعتی انتخابات ہوئے تو جمعیت علمائے اسلام نے ان انتخابات کا بائیکاٹ کردیا لیکن مولانا نے جماعت سے اجازت لے کر جھنگ میں عابدہ حسین کے مقابلے میں ایک سنی امیدوار غلام احمد گادی کو خود کھڑا کیا عابدہ حسین اور امان اللہ سیال شیعہ کی مخالفت میں تقاریر فرمائیں اور انتخابی دورے کیے، تاکہ عابدہ حسین بلا مقابلہ کامیاب نہ ہوجائے۔

۱۹۸۸ء میں انتخابات ہوئے تو جمعیت علمائے اسلام کے ٹکٹ سے مولانا شہید نے جھنگ کے قومی اسمبلی کے حلقہ این اے (۶۸) سے الیکشن میں حصہ لیا۔ آپ کے مقابلہ میں عابدہ حسین بطور آزاد امیدوار میاں ریاض حشمت جنجوعہ بطور آزاد امیدوار اور ذوالفقار بخاری امیدوار پیپلز پارٹی تھے۔

یہ مولانا کا پہلا الیکشن تھا جس میں مولانا نے ذاتی طور پر حصہ لیا تھا، مولانا کے مقابلے پر جو امیدوار تھے وہ سب کے سب جاگیردار طبقے سے تعلق

رکھتے تھے۔ (سوائے ریاض حشمت جنجوعہ کے جو ایک متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے تھے)۔ وسائل کی کمی کے باوجود مولانا کے مخالفین کو دانتوں پسینہ آ گیا تھا مگر دیہاتوں میں مہم صحیح طور پر نہیں چل سکی عدم وسائل عدم روابط اور وقت کی کمی کی وجہ سے اس کے باوجود بھی مولانا نے چالیس ہزار ووٹ حاصل کئے۔ جس میں شہری ووٹ سب سے زیادہ مولانا کے تھے۔

حق نواز ایم این اے کیوں بننا چاہتے تھے:

الحمدللہ حق نواز وہ شخصیت ہے جس نے ہمیشہ نظریہ کو سامنے رکھ کر فیصلے کئے وہ نظریہ کی مخالفت کرنے والوں کو ٹاؤٹ اور غدار سمجھتے تھے۔

جھنگویؒ نے الیکشن ایک نظریہ کی بنیاد پر لڑا تھا الیکشن برائے اقتدار اور برائے کرسی نہیں لڑا۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اگر جھنگویؒ اقتدار اور کرسی کیلئے الیکشن لڑتے تو وہ صوبائی سیٹ کے لئے بھی کاغذات جمع کرواتے۔ کیونکہ جھنگ کی صوبائی سیٹ جیتنا حق نواز کیلئے مشکل نہ تھا۔ اور صوبائی میں حق نواز کو شکست دینا دنیا کے بس میں نہ تھا۔ لیکن مولانا قومی اسمبلی جانا چاہتے تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اقتدار کیلئے لڑتا کرسی کیلئے لڑتا تو مجھے صوبائی سیٹ پر بھی کاغذات نامزدگی داخل کروانے چاہئے تھے۔ اس پر میرے لئے لڑنا بنسبت قومی اسمبلی کے قدرے آسان تھا۔

لیکن میں نے ایسا نہیں کیا باوجود بعض دوستوں کے اصرار کے اور یہ صرف اسی الیکشن میں نہیں بلکہ میں آئندہ بھی ایسا نہیں کروں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے الیکشن اس نظریہ پر لڑا کہ اصحاب رسول ﷺ کیلئے آئین

بننا چاہئے اور آئین صوبائی اسمبلی میں نہیں بنتا۔ آئین تو قومی اسمبلی میں بنتا ہے۔ اگر مجھے کرسی کا شوق ہوتا تو میں کہتا کہ قومی نہ سہی صوبائی ہی سہی لیکن نہیں میرا نقطہ نگاہ اور نظریہ اسمبلی میں پہنچنے کا اصحاب رسول ﷺ کیلئے آئینی تحفظ حاصل کرنا تھا۔ اور اس بنیاد پر یہ آواز اُٹھانا مقصود تھا۔ یہ تھا وہ نظریہ جس کیلئے حق نواز ایم این اے بننا چاہتے تھے۔

اور حق نواز نے روایتی امیدواروں کی طرح جھوٹے دعوے اور سبز باغ دکھا کر عوام سے ووٹ نہیں مانگے بلکہ واضح الفاظ میں بہانگ دھل فرمایا کرتے تھے!

میں ووٹ مانگتا ہوں تو اصحاب رسول ﷺ کے ناموس وعزت کے لئے اصحاب رسول ﷺ کو آئینی تحفظ دینے کے لئے جس نے مجھے ووٹ دینے ہیں وہ یہ سوچ کر نہ دے کہ یہ میرے لئے بجلی لائے گا یہ میرے لئے پانی لائے گا وہ تو ہوتے ہی رہیں گے۔ اصل مشن اصحاب رسول ﷺ کی عزت کو محفوظ کرنا ہے اور چشم فلک نے دیکھا کہ جاگیرداروں کی نیندیں حرام ہو گئیں کہ یہ مولوی اگر کامیاب ہو گیا تو پاکستان میں ہمارا رہنا مشکل ہو جائے گا جس وقت جھنگویؒ نے سیاست میں قدم رکھا اور عملی طور پر الیکشن لڑا تو جھنگ کے شیعہ جاگیرداروں اور انگریز کے مراعات یافتہ طبقے کو اپنی شکست نظر آئی تو وہ مولانا کی جان کے دشمن ہو گئے۔

اُن کو معلوم تھا کہ یہ شخص اگر اسمبلی میں پہنچ گیا تو ہماری نیندیں حرام کر دیگا اور دنیا کی کوئی طاقت شیعہ کا دجل، شیعہ کی شیطانیت، شیعہ کی تلبیسی کو دنیا پر عیاں ہونے سے نہیں روک سکے گی اس لئے (۸۸) کے الیکشن میں تمام

باطل قوتیں جھنگ کی نشست کے لئے نبرد آزما تھیں پیسے اور دھمکیوں سے لوگوں سے ووٹ حاصل کئے تمام جمہوری روایات کو ایک طرف کر کے ایک منظم سازش کے ذریعے علامہ حق نواز کا راستہ روکا گیا۔

اگر یہ مرد قلندر اسمبلی میں پہنچ جاتا تو میں دعوے سے کہتا ہوں آج شیعہ کو دنیا کی کوئی طاقت مسلمان ثابت نہ کر سکتی۔

شیعیت کی عمارت کو زمین بوس ہوئے عرصہ گزر چکا ہوتا مگر اے کاش کے ہمارے حکمران بھی زر خرید غلاموں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے ان کو جیسا اشارہ مل جاتا ہے بس غلاموں کی طرح اُس کام میں جُت جاتے ہیں۔

جب دشمن کو یہ نظر آیا کہ یہ شخص مذہبی طور پر تو ہمیں کافر کہہ ہی رہا ہے لیکن سیاسی طور پر اگر اس نے اسمبلی کے اندر جا کر ہمارے کفر کا پردہ چاک کر دیا تو پوری دنیا میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں رہے گی اس جاگیردار طبقے کو جھنگ کے اندر اپنا سورج غروب ہوتا نظر آیا تو اس نے سیاسی و مذہبی دونوں بنیادوں پر امیر عزیمت جھنگویؒ کو اپنی آنکھوں کا کانٹا تصور کیا

اور یہی وجہ ہے کہ (۸۸) کے الیکشن کے بعد (۱۹۹۰ء) تک یہ جو دور رہے اس میں سب سے زیادہ قاتلانہ حملے ہوئے اور سب سے زیادہ قتل کے کیس اسی دور میں بنے۔

امیر عزیمتؒ کا اصل مشن:

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ امیر عزیمت حق نواز شہیدؒ کا مشن کیا تھا وہ کس نصب العین کیلئے زندگی بھر لڑتے رہے وہ کس نصب العین کے لئے

فردوس بریں پہنچے وہ کون سی آگ تھی جس نے جوانی کے بھرپور پندرہ سال میں بے چین و بے قرار رکھا انہوں نے حیات مستعار کے ایام و شہور پر ابدی زندگی کو کیوں ترجیح دی کس وجہ سے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑا، کس وجہ سے مصائب و آلام کے سمندر میں غوطے لگائے، وہ کونسا غم تھا جو انہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا باوجودیکہ وہ ایک معاملہ فہم صاحب بصیرت، صاحب علم شخصیت تھے پھر کیا وجہ تھی کہ زندگی کی آسائشوں اور آرائشوں کو چھوڑ کر مصائب کا راستہ اختیار کیا...... کس کرب اور دکھ سے دوچار ہو کر انہوں نے زندگی کے عیش و عشرت کو چھوڑ دیا...... کس درد نے ان کو ستایا...... کس الم نے......ان کی نیندیں حرام کیں،

وہ بھی اور لوگوں کی طرح نام، عزت، شہرت، کما سکتے تھے ان کو بھی اور خطیبوں کی طرح تمام سہولیات زندگی حاصل ہو سکتی تھیں،

مگر انہوں نے اس کرب کو اس لئے اپنے سینے لگایا کہ ایرانی انقلاب کے بعد خمینی اور پاکستان کی شیعہ لابی کی طرف سے صحابہ کرامؓ کی توہین و تکفیر پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت کے بعد ان کے قلب و جگر میں ایک آگ سی لگ گئی اور جب ملعون زمانہ غلام حسین نجفی کی قول مقبول چھپی تو حق نوازؒ کئی راتوں تک سو نہ سکے۔

تحصیل کبیر والا اڈہ بارہ میل کے مقام پر خطاب کرتے ہوئے اس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ غلام حسین نجفی کی تازہ کتاب شائع ہوئی اس میں

لکھتا ہے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثومؓ جو حضرت عثمان ابن عفان کے نکاح میں تھیں ان کے بارے میں ملعون نے یہ کفر تحریر کیا ہے کہ جب ام کلثومؓ فوت ہوئیں تو عثمان غنیؓ نے اس کے مردہ جسم کے ساتھ ہمبستری کی (العیاذ باللہ) اے اللہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد حق نواز اگر چین کی نیند سوئے تو اس پر لعنت کر میں تیرے رسول ﷺ کی بیٹی کی اس طرح شرمناک توہین سن کر خاموش کیسے ہو جاؤں۔

اے اللہ مجھے اتنی قوت دے کہ اس کفر کو روک سکوں، اے مسلمان میری اور تیری بیٹی کے لئے ایسے الفاظ کوئی استعمال نہیں کرتا۔

مسلمانوں تمھارے ملک میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی لاوارث ہو گئی؟ پیغمبر کی لخت جگر کا کوئی ہمدرد نہ رہا؟

اس کرب اور پریشانی کو اگر آپ دیکھیں گے تو امیر عزیمت کا مشن آپ کے سامنے واضح ہو جائے گا کہ ناموس صحابہؓ کا تحفظ...... نظام خلافت راشدہ کا قیام...... اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام...... صحابہؓ دشمن گروہ شیعہ کی تکفیر کا کھلا اعلان...... صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین واہل بیت کے خلاف قابل اعتراض لٹریچر کا خاتمہ۔

اس مشن کو لیکر امیر عزیمت کراچی سے خیبر تک ہر آدمی کے پاس گئے اپنے دل کے کرب کو اہل پاکستان پر واضح کر دیا کہ آج تمہاری بنیادوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تم کب تلک خواب غفلت کا شکار رہو گے۔

ناموس صحابہؓ کا تحفظ تم پر فرض ہے شیعہ کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑے ہو ورنہ تاریخ تمہیں ہمیشہ کے لئے بے غیرت کا خطاب دے ڈالے گی۔

میر صادق اور میر جعفر کا کردار چھوڑ کر ٹیپو سلطانؒ اور سراج الدولہؒ کا کردار ادا کرو۔

بقول ٹیپو سلطان "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"

مولانا حق نواز شہیدؒ نے اپنے مشن اور موقف کی سچائی کو دلائل و براہین اور استدلال کی ایسی قوت سے آشکار کیا جس کو سننے والا آدمی ان کے موقف کی سچائی مانے بغیر نہیں رہتا انہوں نے اپنے موقف کو منوانے کے لئے آئینی راستہ اختیار کیا تھا اور اسی مقصد کے لئے (۱۹۸۸ء) کا الیکشن لڑا تھا۔

امیر عزیمتؒ اپنے موقف اور مطالبات منوانے کے لئے قتل و غارت اور تشدد پر یقین نہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ بہت سی جگہوں میں مولانا نے بے پناہ تکالیف اور مصائب برداشت کئے مگر ماحول کو خراب نہیں ہونے دیا اپنے کارکنوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ تشدد سے مطالبات نہیں منوائے جاتے اگر کوئی تشدد کا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ اس کی ذاتی رائے ہو سکتی ہے جماعت کی رائے نہیں ہو سکتی۔ اور آپکو اُن کی پندرہ سالہ جدوجہد میں کہیں بھی یہ نظر نہ آئے گا کہ انہوں نے قتل و غارت یا تشدد کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہو۔

قتل کا منصوبہ :

(۱۵) فروری ۱۹۹۰ء کو مولانا کے پاس فون آتا ہے کہ آپ اور حضرت مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور دیگر معروف سنی علماء کرام کے قتل کا منصوبہ تیار کیا جاچکا ہے

اگلے دن یعنی (۱۶) فروری بروز جمعہ کے خطبہ میں مولانا نے واضح الفاظ میں اپنے قتل کا منصوبہ اور اپنے قاتلوں کے نام بتائے اور انتظامیہ کو خبردار کیا کہ اس سازش کو روکا جائے اور اسی سلسلے میں صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان کو ایک خط بھی لکھا جس میں اس سازش کی تمام تفصیلات موجود تھیں مگر ہمارے حکمران امریکہ وایران کے ٹاؤٹ بنے ہوئے ہیں اُنہوں نے اس خط پر بھی کوئی کاروائی نہ کی اور بالآخر (۲۲) فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعرات پونے آٹھ بجے حضرت کے مکان کے دروازے پر ریوالور سے پے درپے گولیاں مار کر حضرت کو شہید کردیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

حق نواز نے اپنی موت صحابہؓ کے کھاتے میں لکھی اور اس پر اپنی جان دے دی پھر دنیاوالے کیوں یہ نہ کہتے!

صحابہؓ کے کھاتے ہی لگ گیا جن کا خون
لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

سب سے بڑھ کر فضیلت یہ کہ مولانا فضیلتوں والی رات یعنی شبِ جمعہ کو شہید ہوئے اور دنوں کے سردار دن سید الایام یعنی جمعہ کو عصر کے وقت آپ کا جنازہ ادا کیا گیا اور شبِ معراج میں آپ کی تدفین ہوئی۔

مولانا شہیدؒ کی شہادت کی خبر اندرون وبیرون ملک جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگوں میں ایک کہرام مچ گیا آج سنی عوام اپنے عظیم المرتبہ قائد سے جدا کردئے گئے لیکن انشاءاللہ سنی عوام اپنے قائد کے مشن کو اسی انداز میں آگے لے جائے گی چاہے اس کے لئے اپنی جان ومال سے ہاتھ دھونا پڑے۔

میرے قاتل :

مولانا شہیدؒ نے اپنے آخری خطاب میں اپنے قاتلوں اور قتل کے منصوبہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ!

میں دشمن اصحاب رسول ﷺ پر یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ موت اور زندگی برابر کرچکے ہیں اور آج میں آپ کو اس بات کا بھی گواہ بنانا چاہتا ہوں کہ میں نے صدر مملکت کے نام درخواست لکھ دی ہے معلوم نہیں کہ زندگی کب تک ہے لیکن گواہ رہیں بیرون ملک میرے و مولانا عبدالستار تونسوی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی اور چند دیگر سنی علماء کے قتل کا منصوبہ (۲۰) فروری سے (۲۵) فروری تک کے لئے تیار ہے جس پر ہم صدر مملکت کو مطلع کررہے ہیں، لیکن یہ بھول جائے یہودی لابی کہ ہم

موت سے ڈر کر تیرے کفر پر پردہ ڈال جائیں گے!

توکل بھی کافر تھا تو آج بھی کافر ہے ٹھہریئے آج مجھے بات کر لینے دیجئے میں نے زندگی صحابہؓ کی عظمت ومدح میں اور عائشہؓ کے دوپٹہ کی عفت بیان کرنے میں گزار چھوڑی ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر ہمیں قتل کردیا گیا.......... میرے قتل میں ایران کا ہاتھ اور پاکستانی شیعہ وڈیروں کا ہاتھ ہوگا۔

جنازے کا حال:

(۲۲) فروری کی رات سنی عوام اور اہلیان اسلام کے لئے قیامت ثابت ہوئی جب چند بے دین سفاک اور درندہ صفت قاتلوں نے شیر اسلام امیر عزیمت کو شہید کردیا، مولانا جھنگوی اپنے گھر سے نکل کر احرار پارک میں شادی کی تقریب میں شرکت کیلئے تشریف لے جارہے تھے آپ جونہی گھر سے باہر نکلے خونخوار اور سفاک قاتلوں نے بربریت کا بدترین مظاہرہ کرتے ہوئے آپ پر فائر شروع کردیئے۔ بیک وقت کئی گولیاں ان کے جسم میں پیوست ہوگئیں اور آپ جام شہادت نوش کرگئے۔

آپ کی شہادت کی خبر دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی اور پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں تمام مارکیٹیں بازار فوری طور پر بند ہوگئے جس نے بھی یہ افسوسناک خبر سنی اس پر سکتہ کی سی کیفیت طاری ہوجاتی، ہر جگہ سے لوگ بڑی تعداد میں مولانا کے گھر اور ہسپتال پہنچنا شروع ہوگئے

ہسپتال اور احرار پارک میں ایک کہرام برپا ہوگیا تھا لوگ دھاڑیں مار مار کے رو رہے تھے اور متعدد افراد غم کے عالم میں بے ہوش ہوگئے، آپ کی شہادت کی خبر سنتے ہی جھنگ شہر کے لوگ اپنے آپ کو یتیم سمجھنے لگے، انتقام کی آگ میں جل رہے تھے، شہر میں تشدد کے واقعات شروع ہوگئے لوگوں نے مولانا کی حفاظت نہ کرنے پر تھانہ کو آگ لگادی اور ملزمان کے گھروں اور دوکانوں کو بھی جلا کر خاکستر کردیا۔

لوگ جمع ہوگئے اور ایک احتجاجی مظاہرہ کی صورت اختیار کرگئی اس احتجاجی مظاہرہ پر شیعہ غنڈوں نے فائرنگ کردی جس سے ایک طالب علم آصف ندیم شہید ہوگئے اور متعدد لوگ زخمی ہوگئے۔ جھنگ کی انتظامیہ کی بے حسی کی انتہا کہ وہ تقریباً (۳) گھنٹے تک جائے واردات پر نہ پہنچی، جھنگ انتظامیہ نے اپنی نااہلی کو چھپانے اور سنی عوام کو روکنے کیلئے کرفیو نافذ کردی، اور گھر سے باہر نکلنے والوں کو گولی مارنے کا حکم جاری کردیا تاکہ غم زدہ سنی عوام اپنے قائد کو خراج عقیدت نہ پیش کرسکیں۔

لیکن جھنگ کے جیالے عوام نے کرفیو کی پرواکئے بغیر ہزاروں کی تعداد میں ہسپتال پہنچ گئے، ہسپتال کی انتظامیہ نے پوسٹ مارٹم کی آڑ میں (۱۷) گھنٹے تک مولانا شہید کی لاش کو ہسپتال میں روکے رکھا اور (۲۳) فروری بروز جمعۃ المبارک دن کے ایک بجے کے قریب مولانا کی میت ورثاء کے حوالے کردی گئی، آپ کی میت ایمبولینس کے ذریعے جب ہسپتال سے گھر

لائی جارہی تھی تو لوگ دیوانوں کی طرح ایمبولینس سے چمٹے ہوئے تھے اور دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، محلہ پپلیانوالہ میں آپ کے جسد خاکی کو غسل کے بعد عام دیدار کے لئے رکھ دیا گیا احرار پارک میں آپ کا آخری دیدار کرنے کیلئے لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے، اور ہر جانب سر ہی سر نظر آرہے تھے، ہر آنکھ اشکبار، ہر دل غم سے شکستہ تھا۔

مولانا شہیدؒ کا جنازہ اسلامیہ ہائی اسکول کے وسیع گراؤنڈ میں لایا گیا جہاں پر ایک احتجاجی جلسہ عام منعقد ہوا جس سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے مولانا کے جسد خاکی سے یہ عہد کیا کہ اے شہیدِ ناموسِ صحابہؓ تیرا مشن جاری رہے گا، ہم کٹ مر جائیں گے پر تیرے مشن سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے، تمام ضلعی راستے انتظامیہ نے بند کر رکھے تھے اس کے باوجود لوگ بیس پچیس کلو میٹر پیدل چل کر جنازے میں شریک ہوئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا جھنگویؒ کا جنازہ جھنگ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا جبکہ لاکھوں لوگ ناکہ بندی کی وجہ سے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

نماز جنازہ میں نامور علماء کرام اور زعماء ملت نے شرکت کی جنازہ کے دوران باران رحمت کا نزول بھی ہوتا رہا۔ اسکے بعد شہیدِ ناموس اصحاب رسول جھنگوی شہید کا جنازہ جامعہ محمودیہ میں لایا گیا جہاں پر دوبارہ نماز جنازہ حافظ حسین احمد ایم این اے (اس وقت کے) نے پڑھائی اور شہید کی خواہش

کے مطابق جامعہ محمودیہ کے لان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

جھنگ شہر تین دن سوگ کے لئے مکمل طور پر بند کر دیا گیا اور مسجد پپلیانوالی (مسجد حق نواز شہید) میں تعزیت کے لئے لوگ آتے رہے۔

دعا ہے اللہ شہید کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

جانشینِ حق نواز شہیدؒ:

علامہ حق نواز شہیدؒ کی شہادت کے بعد متفقہ طور پر علامہ ضیاء الرحمن فاروقی کو آپ کا جانشین مقرر کر دیا گیا اور تمام کارکنوں اور سنی عوام نے یہ عہد کیا کہ مولانا کے مشن کو جاری رکھا جائے گا۔

میں کہنا چاہوں گا حق نواز ہم پر بھی آپ کی شہادت کے بعد غموں کے پہاڑ ٹوٹے کون سا دلِ مسلم ہے جو آپ کی شہادت اور جدائی کے غم میں خون کے آنسو نہ رویا ہو آپ کے بعد عظیم جرنیل ایثار القاسمی نے آپ کے مشن کے لئے جان دے دی اور تیرے ساتھ کیا ہوا عہد نبھاتے ہوئے مختار سیال، عبدالصمد، سمیع اللہ جھنگوی شہید ہو گئے کراچی کے شہر میں سعید الرحمن جیسے شہزادے نے بھی جان دے دی، قاری سیف اللہ خالد نے تیرے مشن کے لئے اپنی جوانی لٹادی۔

اور سنی علماء کرام اور سینکڑوں کارکنوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور تیرے چاہنے والوں نے تیری عزت کی لاج رکھتے ہوئے آج تک تیرے

مشن سے پیچھے نہیں ہٹے۔

جھنگوی شہید تیرا جانشین جس نے پوری دنیا میں سپاہ صحابہؓ کا پرچم لہرایا لندن میں اپنے خون سے تحریک کا آغاز کیا عرصہ دراز تک جیل میں پابند سلاسل رہے، شیخ الہندؒ کی مالٹا جیل کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے اسلاف کی تاریخ کو دُہرایا۔

آپ کے مصلے پہ آنے والا وہ جوان ہمت وعزم میں ہمالیہ آپ کا جانشین علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی بھی آپ کے راستے پر چلتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا ہے اور ابھی جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا اعظم طارق جس کی جان کی قیمت لگ چکی ہے جان ہتھیلی میں لئے پھرتے ہیں گلی گلی تیرے مشن کو عام کرتے ہوئے بموں اور راکٹوں سے بچتے ہوئے آج زندانوں کی سلاخوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں مگر تیرے ساتھ کئے ہوئے عہد کو نبھا رہے ہیں۔

دنیا اس بات کو سمجھنے پر مجبور ہے کہ تیرا مشن حق تھا، تیرا مشن سچائی اور صداقت سے بھرپور ہے، اور دنیا یہ بھی سمجھنے پر مجبور ہے کہ جب صحابہؓ کے چاہنے والوں کا یہ حال ہے کہ ایک قدم حق سے پیچھے نہیں ہٹتے تو خود صحابہ کرامؓ کی کیا کیفیت ہوگی! کیا وہ حق وصداقت سے ایک لحہ کیلئے بھی پیچھے ہٹتے تھے؟ بالکل نہیں بلکہ وہ حق وصداقت کے نشان تھے۔

توپ و تفنگ و دشنہ و خنجر صلیب ودار
ڈرتے نہیں کسی سے محمد کے جانثار
جانباز ہیں ہم مار کر یا مر کے ہٹیں گے

میدان میں آئے ہیں تو کچھ کر کے ہٹیں گے

اور ان ہی صحابہ کرامؓ کی قدسی جماعت اور اس قدسی جماعت کے جانشینوں کیلئے کسی شاعر کے دل پر یہ اشعار وارد ہوئے۔

اٹھیں تو گردش دوراں قدم بوسی کو حاضر ہو
بڑھیں تو لشکر کفار پر تیغ رواں ہم ہیں
چلیں تو مہرو ماہ کی رونقیں قربان ہوجائیں
گریں تو خرمن اسرار پر برق رواں ہم ہیں

علامہ ضیاء الرحمٰن شہید نے جھنگویؒ کے صحیح جانشین ہونے کا حق ادا کردیا،

اللہ تعالیٰ جھنگوی کو اور جانشین جھنگوی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

جھنگویؒ اس صدی کے مجدد تھے!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس انسان پر گوناگوں احسانات فرمائے اور ان میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کیلئے اپنے قرب ورضا کیلئے اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کیلئے نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک یہ سلسلہ اس طرح جاری رہا جب اور جس خطہ زمین پر انسانوں پر گمراہی کا غلبہ ہوا اور

انہیں آسمانی ہدایت کی ضرورت محسوس ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی نبی ان میں بھیج کران کی راہنمائی اور دستگیری فرمائی، یہ سلسلہ ہزاروں سال تک اسی طرح جاری رہا اور انسان روحانی استعداد کے لحاظ سے ترقی کرتا رہا، یہاں تک کہ اب سے چودہ سو برس پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہوگئی اور دنیا کے مختلف حصوں کے درمیان اسی زمانہ میں روابط اور تعلقات بھی قائم ہونے کی صورتیں پیدا ہوگئیں اور مختلف حصوں میں بٹی ہوئی دنیا جب اس طرح ایک دنیا بن گئی تو حکمت الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرمادیا جائے جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم اور تنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسا نبی ورسول بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی نبی پر نبوت کے اس سلسلہ کو ختم کیا جائے۔

حکمتِ خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر ہدائیت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا بھی اعلان کیا۔ پھر جس حکمت خداوندی نے ختم نبوت اور تکمیل دین کا یہ فیصلہ کیا اسی کا فیصلہ یہ بھی تھا کہ دوسرے عام نبیوں کی طرح خاتم الانبیاء ﷺ کو بھی عمر طبعی دی جائے چنانچہ بعثت کے (۲۳) سال بعد (۶۳) سال

کی عمر میں آپ کو دنیا سے اٹھالیا گیا اور اللہ کے بھیجے ہوئے اس دین کی حفاظت اللہ نے خود اپنے ذمہ لے لی ہے اور اس کا ایک ظاہری انتظام اس عالم تکوین میں یہ تجویز فرمایا کہ ہر زمانہ اور ہر دور کی ضرورت کے مطابق ایسے لوگ امت میں پیدا ہوتے رہیں جو اس دین کی حفاظت وخدمت ہی کو اپنا وظیفۂ حیات بنائیں۔ چنانچہ ماضی کی تاریخ اور حال کا مشاہدہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ ہر دور میں اس امت میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی رہی ہے۔

آج بھی جب کہ مادہ پرستی اور دنیا طلبی پوری انسانی دنیا پر چھاگئی ہے امت مصطفےٰ ﷺ میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے افراد موجود ہیں جو دین کے تعلم وتعلیم اور اس کی حفاظت وخدمت ہی کے کسی کام کو اپنی زندگی اور اپنی توانائیوں کا مصرف بنائے ہوئے ہیں۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے تجویز کئے ہوئے اسی انتظام اور اس کی مشیت کے اسی فیصلہ کا ظہور ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

یہ دین قیامت تک کیلئے تھا اور دنیا کی ساری قوموں کیلئے تھا اور مختلف حالات سے اس کو گزرنا تھا، ہر مزاج کے لوگوں کو اس سے واسطہ پڑنا تھا اسلئے قدرتی طور پر یہ بات ناگزیر تھی کہ اس دین میں بھی تحریفیں اور آمیزشیں ہوں گی جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہوئی۔

کچھ فاسد مزاج عناصر اسکو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات

کے مطابق ڈھالنے لگیں گے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں گے اور سادہ لوح عوام کے دجل و تلبیس کا شکار ہوں گے اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بدعات میں مبتلا ہو جائے گی۔

ان مزاج عناصر سے دین کو محفوظ کرنے کیلئے نبوت کے ختم ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام فرمایا ہے اور کچھ ایسے بندگان خدا کو اس کام کے لئے کھڑا کیا ہے جو اسلام اور غیر اسلام سنت و بدعت کے درمیان امتیاز کی لکیر کھینچ سکیں۔ اور اسکے ساتھ ان کے دلوں میں دین کی حفاظت کا ایک خاص داعیہ بھی ڈالا جائے اور اس راہ پر ایسی عزیمت بھی ان کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ ہر قسم کے فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد الماء بدعت کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں اور امت کے عقائد یا اعمال میں جب کوئی زیغ یا فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم الانبیاء ﷺ کے ایک وفادار لشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کیلئے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں، اور کوئی لالچ اور خوف ان کے قدم نہ روک سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے اس ضرورت کا بھی تکفل فرمایا اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے مختلف موقعوں پر حکمت الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ:

ان اللہ عزو جل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا
مشکواۃ شریف

بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے۔

تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اعلان قرآن مجید میں اس سلسلہ میں فرمایا کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون

اس کا ایک ظاہری انتظام اس دنیا میں یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل وامین اور محافظ ہوں گے۔

وہ اہل افراط و تفریط کی تحریفات...... اہل زیغ کی تراشی ہوئی بدعات اور حق ناآشنا مدعیوں کی تاویلات...... سے دین کو محفوظ رکھیں گے اور اس کی بالکل اصلی شکل میں (جس طرح کہ وہ ابتداء میں خود نبی اکرم ﷺ کے ذریعے آیا تھا) امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے۔ اسی کام کا اصطلاحی عنوان تجدید دین ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔

ہاں ایسا بیشک ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی زمانے میں اپنے کسی بندے سے کوئی بہت بڑا تجدیدی کام لیا ہے اور اسکے ذریعے دین کے بہت سے شعبوں کی تجدید کرائی ہے اور کبھی کسی سے اس سے کم درجہ کا اور دین کے کسی خاص شعبہ میں تجدیدی کام لیا ہے اور یہ فرق ایسا ہے جو رسولوں اور نبیوں کے کاموں اور ان کے درجوں میں رہا ہے۔

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض

چنانچہ اس امت کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں سے تجدید نوع کی خدمات لیں ان میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ کا کارنامہ بہت ممتاز ہے اسی طرح اس آخیر دور میں امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ سے دین کی تجدید و حفاظت اور احیاء شریعت کا جو عظیم کام لیا وہ بھی ایک امتیازی شان رکھتا ہے اگر آپ عقل و فکر کی نظر سے دیکھیں تو قریب زمانے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بھی اللہ تعالیٰ نے دین کا بہت بڑا کام لیا اور اس گزری ہوئی صدی کے مجددین میں سے ایک وہ بھی تھے۔

موجودہ صدی میں جہاں اور علماء حق نے کارنامے سرانجام دیئے وہاں پر مولانا حق نواز جھنگوی کا ردّ شیعت کا کارنامہ واضح اور نہایت اہم کارنامہ ہے کیونکہ شیعت نے اسلام کی مضبوط عمارت میں نقب لگانے کی کوشش شروع کی تھی. خمینی انقلاب کے بعد مسلم ممالک میں خمینی طرز انقلاب کی راہیں ہموار کرنے کی سعی مذموم کی جانے لگی تھی اس سلسلہ کی وہ کڑیاں ہیں کہ حرم پاک پر شیعہ قبضہ کرنا چاہتا تھا اور پاکستان کو خاص طور پر ہدف بنایا گیا کہ ایران کے بعد اگر خمینی انقلاب کو پھیلانا ہے تو پاکستان سے اس کی ابتدا کی جائے اس سلسلہ میں پاکستان میں شیعہ نے اقلیت میں ہونے کے باوجود تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی بنیاد رکھی جس کے جواز کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا

کیونکہ (۹۸٪) سنی پر (۲٪) شیعت اپنا خود ساختہ فقہ نافذ کر رہا ہے یہ بات عقل و فکر کی رسائی میں آنے والی نہیں تھی لیکن پاکستانی قوم سنی قوم خواب غفلت کا شکار تھی بلکہ بعض نام نہاد سنی (مودودی کی روحانی اولاد) بھی اس انقلاب خمینی کو داد و تحسین پیش کر رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو ان اہل زیغ کی تراشی ہوئی بدعات و کفریات سے پاک کرنے کے لئے مجددین کی فہرست میں ایک اور نام کا اضافہ فرمایا اور جھنگ کی سرزمین سے ایک جلالی صفت انسان دین حق پر مر مٹنے والا اور اسلام کو نسل نو تک بغیر کسی آمیزش کے پہنچانے والے اور اسلام کو ان غداروں سے پاک کرنے والے حب اصحاب رسولؐ کے جذبہ سے سرشار دین مصطفوی ﷺ کو تازگی دینے والے حضرت مولانا حق نواز جھنگوی کا انتخاب فرمایا۔

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی کا تجدیدی کارنامہ اتنا واضح ہے کہ ہر اہل بصیرت اس کا اعتراف کرتا ہوا نظر آئے گا۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی واقعی اس صدی کے عظیم مجدد ہیں اگر کوئی مورخ اس صدی کی تاریخ لکھے گا تو اسے جھنگوی کا ذکر کرنا ہوگا ورنہ اُس مورخ کی وہ تاریخ اُدھوری رہے گی اور کوئی بھی اُس تاریخ کو مستند تصور نہیں کریگا۔

اگر شیعت کا راستہ حق نواز نے نہ روکا ہوتا تو آج پاکستان بھی ایران کا نقشہ پیش کر رہا ہوتا جہاں مساجد بنانے پر پابندی ہے علماء حق کو قتل کیا جارہا ہے جہاں تمام کفریات کی اجازت اور دین پر پابندی ہے ہر مسلم ملک

سے دشمنی ایران کا اصل چہرہ واضح کر رہا ہے اور ہر کفریہ طاقت کے ساتھ دوستی اس کے اسلام دشمنی کا واضح ثبوت ہے حق نواز جھنگوی نے اس کفریہ انقلاب کو روکنے کے لئے شیعت کو لوہے کی لگام ڈال دی ہے پاکستان اور اسلام کے خلاف ان کے تمام ہتکنڈے عوام کے سامنے واضح کر دیئے ان کے دجل و تبلیس کا بھانڈہ مین چوراہے پر پھوڑ دیا سنی قوم کو بیدار کیا ان میں دین کی وہ روح پھونک دی کہ انکی غیرت ایمانی جاگ گئی اسلام اور غیر اسلام کا فرق واضح کر دیا کہ ہر ایک اسلام کو اور شیعت کو دو الگ الگ دین تصور کرنے لگا ۔

اسلام شیعت کی سیاہ کاری کے نیچے آکر رُسوا ہونے سے بچ گیا ورنہ لوگ اسلام کے خلاف انگلیاں اُٹھاتے کہ یہ تمہارا اسلام ہے جس میں زنا ثواب کا کام...... اور جھوٹ پر تمام دین کا دارومدار ہے...... اور تقیہ دین کا اہم رُکن ہوتا ہے...... جس میں صحابہ کرامؓ، اہل بیت اور حضور اکرم ﷺ کی عزت محفوظ نہ ہو اللہ تعالیٰ کے لئے عجیب و غریب عقائد...... تو لوگ ایسے اسلام سے دور بھاگتے اور اسلام کا نام دنیا سے مِٹ جاتا مگر چونکہ اس دین نے قیامت تک باقی رہنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو اس حفاظت کی ذمہ داری کے تحت اللہ تعالیٰ نے ایک ظاہری انتظام مجدد دین کا کیا ہے اس انتظام کے تحت حق نواز جھنگوی بھی دین حق کی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دین حق کے چشمہ صافی کو کفر والی گندگی سے محفوظ کیا

اور ہر مسلمان کے دل میں یہ جذبہ ڈال کر گئے ہیں کہ دین حق کی خاطر جانوں کو سودا کرنا مشکل نہیں بلکہ یہ جان تو اللہ تعالیٰ نے دی ہی دین حق کی حفاظت کے لئے ہے! حق نواز نے دین کے لئے اپنا خون نچھاور کر کے اسلام کے شہیدوں میں ایک اور شہید کا اضافہ کیا جس حق نواز کے لئے مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی نے اُن کی سحر انگیز شخصیت کو سمجھتے ہوئے یہ کہا کہ

خدا کی قسم حق نواز جیسا آدمی کوئی روز روز پیدا ہوتا ہے ؟ جو اپنی جان کو ہتھیلی پہ لیئے پھرتا تھا جو یہ کہتا تھا کہ:

نہ منہ چھپا کے جئے نہ سر جھکا کے جئے
ستم گروں کی نظروں سے نظریں ملا کے جئے
ایک رات کم جئے تو حیرت کیوں
ہم تو ساتھ اُنکے جئے جو مشعلیں جلا کے جئے

سنی مسلمانوں آج سے عزم کر لو کہ مجدد العصر کے مشن کے لئے اگر جان کی بازی لگانی پڑے تو جان کی بازی لگادیں گے...... مال خرچ کریں گے...... وقت وقف کریں گے...... اگر ہتھکڑی آئے تو ہتھکڑی کو مجدد العصر کی سنت سمجھتے ہوئے چومیں گے...... زندانوں کو آباد کرنا جھنگوی سے سیکھ لیا ہے...... ہر قسم کے حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لینا...... جھنگوی کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے چین سے نہ بیٹھنے کا عزم

آج کر لینا۔

شیعت کو اُس کے بھائی قادیانیت کی راہ پر گامزن کرنے کیلئے عزم سفر ہو جاؤ شیعت کو اُن کے امام غائب کے پاس غائب کرنے کے لئے زاد راہ ساتھ لے لو اور مشن جھنگوی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔

مرنا ہمیں قبول جھکنا نہیں قبول
لٹکایئے صلیب پر سولی پہ ٹانگیے
بر حق ہے موت داؤ پہ چڑھ جائیں گے مگر
کیوں زندگی کی بھیک رذیلوں سے مانگیے

جُرأت مند قائد:

جب علمائے سابقین رفتہ رفتہ دنیا سے اُٹھتے چلے گئے اور علم کی روشنی حق کی صدا انسان کے ذہن میں ڈوبتی چلی گئی اور ساری دنیا پر لادینیت کی گہری تاریکی چھانے لگی تو رافضی شیعوں کی بن آئی اس نے دنیا کے چوراہے پر اپنا اسٹیج سجایا اور اپنا شیطانی رقص شروع کر دیا ساری دنیا کے لادین عناصر سٹ کر اس کے گرد جمع ہو گئے اور اُس کا حسین رقص دیکھ کر عوام تو عوام خوص پر بھی ایسی بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کا تمام قیمتی سرمایہ ان پر نچھاور کر دیا دین دار طبقہ دین کے لئے دردِ دل رکھنے والا طبقہ دین اسلام کے مخلص طبقے نے دیکھا کہ دنیا کے چوراہے پر سنیت کا لاشہ بے گور و کفن پڑا سڑ رہا ہے...... ظلم و استبداد کے خوں خوار

گدھ اس کا گوشت نوچ کر کھا رہے ہیں...... اور اس کا حسین چہرہ کھرچ کھرچ کر ایسا بگاڑ دیا ہے...... کہ اب صرف اس کا ڈھانچہ اور دانت باقی ہے۔

اور گویا یہ سنیت کی مظلومیت پر قہقہہ لگا رہا ہو مگر سنیت گہری نیند سو رہی تھی اور اس خواب غفلت سے ان کو بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہیں تھی لیکن ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو اس افسوس ناک صورتحال پر دگرفتہ و پریشان نظر آرہا تھا سنیت کا غیرت مند خون جوش مار رہا تھا مگر کوئی بھی آگے بڑھ کر اس خون کو دین کے لئے غلب اسلام کے لئے استعمال نہیں کر رہا تھا اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرد درویش غیرت کا کوہ ہمالیہ کو اس سوئی ہوئی قوم کی تقدیر بدلنے کے لئے کھڑا کیا اس مرد قلندر نے اپنے لئے یہ کانٹوں بھری شاہراہ چن لی مگر سنیت کو پھولوں بھری سیج فراہم کرنے کی بنیاد بھی رکھی۔

مصائب و آلام کی گھاٹیوں پر چلنے کو تیار ہو گئے تاکہ سنی قوم اپنا مقام پہچان لے اس لئے تو کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ طبقہ جو اس صورت حال سے پریشان و دلگیر تھا وہ امیر عزیمت کے ارد گرد جمع ہونے لگا۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ سنیت نے غلامی کی زنجیر توڑنے کا فیصلہ کر لیا یہ سب کیسے ہوا؟

(۱) سنیت کے مردہ جسم میں روح کس نے ڈالی؟

(۲) پوری قوت سے بہتے ہوئے شیعت کے سیلاب کا رُخ کس نے موڑا؟

(۳) غفلت کے اس تاریک ماحول میں روشنی کس نے پھیلائی؟

(۴) مظلومیت کے اس تصور کو کس نے ختم کیا؟

(۵) صحابہ کرامؓ کے ناموس کی حفاظت کس نے کی؟

(۶) سنیت کو پستی سے نکال کر بام عروج پر کس نے پہنچایا؟

یہ اُسی ذات اور شخصیت کی محنت تو ہے جس نے تھوڑے سے عرصے میں سنیت میں ایک نئی روح پھونک دی جسے لوگ امیر عزیمت شیر اسلام مولانا حق نواز جھنگویؒ کے نام سے جانتی ہے جس نے پانچ، چھ سال کے عرصہ میں ایسے کارکن تیار کیے جو ہر قسم کے مشکلات، تکالیف برداشت کرنے کو تیار ہوگئے مگر اُن کے مشن سے پیچھے ہٹنے کا تیار نہیں۔

اور ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی کہ جس میں ہر کارکن اپنے نظریہ کو اپنی جان، مال، اولاد سے مقدم سمجھتا ہے۔

جھنگوی شہیدؒ نے اپنے ہر جان نثار کے دل سے موت، جیل، ہتھکڑی کا خوف نکال کر اس کی جگہ جرأت، بے باکی، استقامت کی انمول دولت بھر دی، جس کے ہزاروں جان نثاروں نے اپنی جانیں اس نظریہ کے لئے قربان کردیں اور ہزاروں جیل میں پابند سلاسل ہیں، مگر دن بدن یہ حلقہ وسیع تر ہوتا جارہاہے اور جھنگویؒ کے متعین کردہ اہداف کی طرف یہ جیالے بڑھ رہے ہیں۔

یہ جھنگوی شہیدؒ کے اخلاص کی برکت تھی کہ سنیت نے ایک بھرپور

انگڑائی لی اور آج وہ ہر محاذ پر ڈٹا ہوا ہے کسی کو یہ جرأت نہیں کہ وہ سنیت کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرے۔

مجدد العصر جھنگوی شہیدؒ اور ان کے مشن کے بارے میں اکابر علماء امت کی رائے:

(۱) قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب

(امیر مجلس تحفظ ختم نبوت)

میں مولانا حق نواز شہیدؒ کے موقف کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مسلک کا حامی ہوں جس طرح حضرت مجددؒ نے بغیر کسی مصلحت کے روافض کی تکفیر کی ہے وہی فقیر کا مسلک ہے۔

(۲) حضرت مولانا سمیع الحق صاحب (شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ)

مولانا حق نواز شہیدؒ نے ناموس صحابہ کے تحفظ اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کا آغاز کرکے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا انہوں نے سپاہ صحابہؓ کے ذریعے ملک میں لاکھوں نوجوانوں کو دین کی طرف راغب کرکے عظیم اسلامی خدمت انجام دی۔

(۳) حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب (جمعیت علمائے اسلام)

مولانا حق نواز کا مشن وقت کی ضرورت ہے ناموس صحابہؓ کے مشن کی تکمیل کے لئے ہر مسلمان کو اس جماعت سے تعاون کرنا چاہئے ملی یکجہتی کونسل کے ضابطہ اخلاق میں اگرچہ ہم نے کافی کوشش کی

لیکن اس کی اصل روح سپاہ صحابہؓ نے منوائی۔

(۴) مولانا زاہد الراشدی صاحب (ناظم اعلیٰ کل پاکستان شریعت کونسل)

مولانا حق نواز شہیدؒ نے سپاہ صحابہؓ قائم کر کے حجت کو پورا کر دیا۔

(۵) مولانا اسفندیار خان صاحب (رئیس جامعہ دارالخیر)

مولانا حق نواز شہیدؒ کی قربانی کو دنیا کا کوئی مسلمان فراموش نہیں کر سکتا۔

(۶) شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب (پشاور)

حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ نے اپنے خون سے ثابت کر دیا ہے کہ صحابہؓ کے دشمن اور تحریف قرآن کے علمبردار مسلمان نہیں ہو سکتے انہوں نے ایسے وقت میں جرأت مندانہ آواز بلند کی تھی جب چاروں طرف مصلحت کشی اور بزدلی سے لوگ خاموش تھے۔ ایران کے انقلاب سے لوگ متاثر ہو کر صحابہ کرامؓ کی عظمت کے بارے میں مشکوک ہو رہے تھے انہوں نے جرأت مندانہ کردار کے ساتھ پہلی مرتبہ اسٹیج پر روافض کے کفر کا اعلان کر کے اتمام حجت کر دیا ہے۔

(۷) محقق عصر حاضر شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ (جامعہ اشرفیہ لاہور)

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں تحریف قرآن تکفیر صحابہ

کرامؓ اور توہین عائشہؓ کے مرتکبین کو کسی نے بھی مسلمان نہیں کہا۔ آج کے دور میں مولانا حق نواز شہیدؒ نے اسی مشن کو عام کر کے پورے عالم اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا۔

(۸) حضرت مولانا محمد اجمل قادری صاحب (لاہور)

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے اپنی قربانی سے صحابہ کرامؓ کی محبت کا ایک دیپ جلایا ہے۔ جس کی روشنی ابد تک قائم رہے گی۔

(۹) حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب اور قاری محمد حنیف جالندھری صاحب (صدر و نائب صدر وفاق المدارس)

سپاہ صحابہؓ نے مختصر سی مدت میں نئی نسل کو جو صحابہ کرامؓ کی محبت و الفت کا شعور بخشا ہے وہ کسی ذی ہوش سے پوشیدہ نہیں مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے خود قربانی دے کر اس گلستان کو لالہ زار بنایا انہوں نے صحابہ کرامؓ کے گستاخوں اور اسلام دشمنوں کو لوہے کی لگام چڑھائی اثنا عشری شیعہ اور خمینی کے بارے میں انہوں نے علی الاعلان فتویٰ کفر کا اعلان کر کے تاریخی خدمت انجام دی ہے۔

(۱۰) حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب (جامعہ خیر المدارس ملتان)

عالم اسلام کے تمام ممالک کو خمینی کے نظریات کے خلاف آواز اٹھانا چاہئے تھی یہ فریضہ مولانا حق نواز شہیدؒ نے پورا کیا انہوں نے کئی سو مقدمات کی پروا کئے بغیر اس شرعی فرض کی تکمیل کی۔

(۱۱) خطیب پاکستان حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب

(چیرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہؓ)

مجھے مولانا حق نواز شہیدؒ کی شہادت اور جرأت و بہادری اور سچے مشن نے متاثر کیا میں دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت پوری دنیا کے مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہی ہے۔

(۱۲) فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب

(قائد ختم نبوت موومنٹ)

سپاہ صحابہؓ کی جد و جہد نے پاکستان اور دنیا کے ہر شخص کو متاثر کیا ہے یہ سب کچھ مولانا حق نواز شہیدؒ کی شہادت اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اور مولانا اعظم طارق کی قربانیوں کا ثمر ہے مشن کو علماء گھروں میں بیٹھ کر تو سپاہ صحابہؓ کی قربانیوں کو تسلیم کرتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ آگے بڑھ کر ان نوجوانوں کی سرپرستی کی جائے۔

(۱۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب صاحب

(جامعہ باب العلوم کہروڑپکا)

بڑے بڑے علمی لوگ اگرچہ فتاویٰ کے ذریعے اپنا فرض پورا کرتے رہے لیکن میرے شاگرد مولوی حق نواز شہیدؒ نے جس طرح اس دینی فریضہ پر جان قربان کی وہ تاریخ اسلام میں سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔